ماہنامہ

نورِ اسلام

شرقپور شریف

مئی 2011ء، جمادی الثانی 1432ھ

پروانے کو شمع اور بلبل کو پھول بس
صدیقؓ کے لئے ہے خدا کا رسول ﷺ بس

یارب نامۂ اعمال میں لکھ دے گدائے مصطفیٰ ﷺ
فیضِ کامل شیر ربانی اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کے واسطے

SRRM

شیر ربانی رائس ملز

آٹومیٹک پلانٹ سے سیلہ چاول تیار کئے جاتے ہیں

کمپیوٹرائزڈ جدید پلانٹ
پر تیار کردہ اعلیٰ کوالٹی
کے چاول کی خرید وفروخت
کا بااعتماد مرکز

پروپرائٹرز: حاجی محمد رمضان، حاجی محمد شوکت

جڑانوالہ روڈ بچیکی ضلع ننکانہ صاحب

فون نمبرز: (آفس) 056-2721411-2004684-056-2721111
(رہائش) 056-2721111-2721112
(موبائل) 0300-8413842-0300-8465013

marfat.com

ماہنامہ

نورِ اسلام

شرقپور شریف

رجسٹرڈ نمبر CPL#35، جلد نمبر 56، شمارہ نمبر 5، مئی 2011ء بمطابق جمادی الثانی 1432ھ

بیادگار

ثانی لاثانی حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ

سجادہ نشین اعلیحضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری

شہباز لامکانی میاں شیر محمد شرقپوری

مدیر اعلیٰ

میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

سجادہ نشین: آستانہ عالیہ شرقپور شریف

ناظم دفتر

صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

فی شمارہ ---------- 15 روپے

سالانہ چندہ برائے پاکستان بذریعہ عام ڈاک ---------- 150 روپے

سالانہ چندہ برائے مشرق وسطی، جنوب مشرق ایشیاء، یورپ افریقہ 20 امریکی ڈالر

آسٹریلیا، کینیڈا، مشرق بعید، جنوبی امریکہ، ریاستہائے متحدہ امریکہ 25 امریکی ڈالر

زر معاونت 500 روپے

معاونین خصوصی 1000 روپے

فون شرقپور شریف: 0562591054 فون لاہور 7313356-7225144

مقام اشاعت: آستانہ عالیہ شیر ربانی شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ

خط و کتابت: دفتر ماہنامہ نور اسلام کاشانہ شیر ربانی 5 اجمیری سٹریٹ ہجویری محلہ نزد حضرت داتا دربار لاہور

میاں جمیل احمد شرقپوری پرنٹر پبلشر نے آرزو پرنٹرز 2 کورٹ سٹریٹ 26 لوئر مال لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ نور اسلام شرقپور شریف سے شائع کیا

marfat.com

فہرست

ارشاد باری تعالیٰ	ادارہ	4
ارشاد نبوی ﷺ	ادارہ	5
نعت شریف	خواجہ فیضان	6
خدمت	ادارہ	7
سیرت رسول ﷺ کی روشنی میں تعلیم کی اہمیت	پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی	9
حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	پیر محمد کرم شاہؒ الازہری	17
سیدنا صدیق اکبرؓ کی گھریلو زندگی	نواب مشتاق احمد خان	31
امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیقؓ	محمد اویس ندیم	43
اتباع سنت کی روشن مثال	قاضی ظہور احمد اختر	57
اوقات نماز	ادارہ	64

marfat.com

ارشاد باری تعالیٰ

انما الصدقات للفقراء والمسکین والعملین علیھا والمولفۃ قلوبھم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل اللہ وابن السبیل فریضۃ من اللہ واللہ علیم حکیم ○ (پارہ-۱۰- التوبۃ- آیت ۶۰)

ترجمہ: زکوۃ تو صرف ان کے لیے ہے جو فقیر' مسکین اور زکوۃ کے کام پر جانے والے ہیں اور جن کی دلداری مقصود ہے۔ نیز گردنوں کو آزاد کرانے اور مقروضوں کے لیے اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں کے لیے یہ سب فرض ہے۔ اللہ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ سب جاننے والا دانا ہے۔

تشریح: حضور علیہ الصلوۃ والسلام جب صدقات تقسیم فرماتے تو بیمار دل لوگ طرح طرح کے اعتراضات کرتے اللہ تبارک وتعالیٰ نے صدقات کے مستحقوں کا ذکر فرما کر معترضین کو ہمیشہ کے لیے خاموش کر دیا ہے۔ نیز ان مصارف کو تفصیل سے بیان کر دینے میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ مبادا کسی وقت کوئی مسلمان حکمران اس مد کی آمدنی کو بے جا صرف کرنے لگے۔ نیز زکوۃ شریعت اسلامیہ کا ایک اہم ترین رکن ہے اس لیے بھی اس کو وضاحت کے ساتھ بیان کرنا ضروری تھا۔ زکوۃ کے آٹھ مصرف۔ فقراء' مساکین' زکوۃ وصول کرنے والے' جن کی تالیف قلوب مطلوب ہو' غلاموں کو آزاد کرانے کے لیے' مقروض' اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور مسافر اس آیت کریمہ میں بیان کر دیئے گئے ہیں فقیر وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ کچھ ہو اور مسکین وہ ہے جس کے پاس کوئی چیز نہ ہو فقیر اور مسکین کے درمیان ناداری' افلاس اور احتیاج قدر مشترک ہے جو صاحب نصاب ہے اس کے لیے زکوۃ لینا جائز نہیں ہے۔ حضورؐ کے اہل بیت بلکہ سارے خاندان بنی ہاشم کے فقراء اور مساکین پر زکوۃ لینا حرام ہے۔ زکوۃ وصول کرنے والوں میں ان لوگوں کا شمار ہوتا ہے جو امام وقت کی طرف سے زکوۃ اور صدقات وصول کرنے کے لیے مقرر کئے جاتے ہیں ان کی تنخواہیں بھی اس مد سے دی جا سکتی ہیں حکومت کا فرض ہے کہ وہ منظم طور پر اسے وصول کرے اور بھرپور اہتمام کے ساتھ اس کو مستحقین میں تقسیم کرے۔ لوگوں کے دلوں کو اسلام کی طرف مائل کرنے کے لیے بھی زکوۃ دینا درست ہے۔ اسلام نے غلامی کے انسداد کے لیے جہاں اور کوششیں کیں وہاں یہ کوشش بھی کی کہ زکوۃ کی آمدنی سے ایک حصہ غلاموں کو آزاد کرانے کے لیے متعین کر دیا اسی طرح مسلمان جنگی قیدیوں کو رہا کرانے کے لیے بھی یہ رقم خرچ کی جا سکتی ہے وہ حج کرنے والے اور جہاد کرنے والے جن کے پاس زاد راہ نہ ہو اور اپنے افلاس کی وجہ سے وہ جنگی ساز وسامان مہیا نہ کر سکتے ہوں ان کی اعانت بھی مال زکوۃ سے کی جا سکتی ہے محققین کے نزدیک سبیل اللہ سے مراد صرف یہ دو قسم کے لوگ ہیں بلکہ ہر وہ کام جس میں عام مسلمانوں کا فائدہ ہو وہ سبیل اللہ میں داخل ہے چنانچہ دینی مدارس جن میں قرآن وسنت کی تعلیم دی جاتی ہو اور دین کے مبلغ اور محقق تیار کئے جاتے ہوں وہ بطریق اولیٰ اس میں داخل ہیں اور رفاہ عامہ کے کاموں پر بھی صرف کی جا سکتی ہے۔ مسافر جس کی زاد راہ ختم ہو چکی ہو اگرچہ وہ دولت مند ہی کیوں نہ ہو زکوۃ سے اس کی امداد کی جا سکتی ہے۔

marfat.com

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من استفاد مالا فلا زکوۃ فیہ حتی یحول علیہ الحول (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما نے کہا ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص مال حاصل کرے تو اس پر اس وقت تک زکوۃ نہیں جب تک کہ اس پر ایک سال نہ گزر جائے۔

تشریح: نماز حقوق اللہ ہے اور زکوۃ حقوق العباد ہے۔ اس لیے نماز اور زکوۃ کا ادا کرنا ہر کلمہ گو مسلمان کے لیے ضروری ہے اور یہ دونوں ارکان لازم و ملزوم ہیں۔ نماز سے روحانی نظام مستحکم ہوتا ہے اور زکوۃ سے معاشی نظام قرار پکڑتا ہے اگر معاشی حالت بہتر نہ ہو تو روحانی نظام کا چلنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ معاشی نظام کی بہتری کو مدنظر رکھتے ہوئے اسلام اور ہادی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زکوۃ کی ادائیگی پر سختی سے عمل کرنے کا حکم دیا ہے۔ جس شخص کے پاس ساڑھے باون تولے چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا ہو اور وہ اس کا مالک ہو یا ان میں سے کسی ایک کی قیمت کے برابر سامان تجارت کا مالک ہو اور وہ مملوکہ چیزیں حاجت اصلیہ سے زائد اور قرض سے فارغ ہوں اور وہ شخص اس کا حق یعنی زکوۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن اس کے لیے اس سونے اور چاندی کی سلیں بنائی جائیں گی اور انہیں آگ میں تپایا جائے گا۔ پھر ان آتشیں سلوں سے اس کے پہلو، پیشانی اور پیٹھ کو داغا جائے گا اور جب وہ ٹھنڈی ہو جائے گی تو پھر دوزخ کی آگ میں تپا کر داغا جائے گا اور ہمیشہ اسی طرح ہوتا رہے گا۔ دو عورتیں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور ان کے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن تھے۔ آپ نے ان سے پوچھا کیا تم ان کی زکوۃ دیتی ہو انہوں نے عرض کیا نہیں آپ نے ان سے فرمایا کیا تم اس بات کو پسند کرتی ہو کہ خدائے تعالٰی تمہیں آگ کے دو کنگن پہنائے انہوں نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا تو پھر ان کی زکوۃ ادا کیا کرو۔ اس لیے عورتوں کے پاس جو زیور زیر استعمال ہے اس کی بھی زکوۃ ادا کرنا ضروری ہے۔ جو کھیت بارش کے پانی سے سیراب ہو اس میں عشر یعنی دسواں حصہ پیداوار کا زکوۃ ادا کرنی چاہیے جس کی آبپاشی ٹیوب ویل یا پانی خرید کر کی جائے اس کی پیداوار کا بیسواں حصہ یعنی ۲۰/۱ حصہ بطور زکوۃ ادا کرنا چاہیے جس چیز پر عشر یا نصف عشر واجب ہو اس میں کل پیداوار کا عشر یا نصف عشر دیا جائے گا۔ کھیتی کے اخراجات یعنی ٹیوب ویل کی بجلی کا بل، ٹریکٹر کے تیل اور مرمت کا خرچہ، کام کرنے والوں کی اجرت یا بیج وغیرہ کی قیمت، ان میں سے کوئی خرچ بھی عشر یا نصف عشر میں سے نہیں دیا جا سکتا۔

marfat.com

نعت پاک

خواجہ فیضان (گوجرانوالہ)

مصطفیٰ کی یاد کو دل میں بسا کر دیکھئے!
سب حجاب اٹھ جائیں گے اس در پہ آ کر دیکھئے

نامہ اعمال سے سارے گناہ دھل جائیں گے!
فرقت محبوب میں آنسو بہا کر دیکھئے

مشکلیں ٹل جائیں گی سو نعمتیں مل جائیں گی
محفل میلاد اپنے گھر سجا کر دیکھئے!

خود بخود ہی جلوہ آقا نظر آ جائے گا
ہر خیال غیر کو دل سے مٹا کر دیکھئے

نور ہر سو پھیل جائے گا اندھیری قبر میں
ایک دو نعتیں نکیروں کو سنا کر دیکھئے

دیکھ لینا وہ ضرور آئیں گے بزم نعت میں
کملی والے کو محبت سے بلا کر دیکھئے

ہے وہاں بحر کرم فیضان ہر دم جوش میں
اپنی آنکھوں سے مدینے پاک جا کر دیکھئے!!

صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

خدمت

مدینہ پاک سے باہر ایک غریب نابینا بڑھیا رہتی تھی۔ جس کے بارے میں یہ مشہور تھا کہ اس کا خاوند۔ بیٹا اور بھائی جنگ احد میں شہید ہو گئے تھے۔ ان کے غم اور فراق میں رو رو کر اس نے اپنی آنکھیں کھو دی تھیں۔ اب اس کی ضروریات زندگی فراہم کرنے والا کوئی بھی نہ تھا۔ مگر مسلمان اسے بھولے نہیں ہیں۔ دانہ کپڑا اسے بھیجتے رہتے تھے۔

تاہم روزانہ کے کام اسے خود ہی کرنے پڑتے تھے۔ ایک دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے پانی کا برتن اٹھائے آتے دیکھا۔ وہ لاٹھی ٹیک ٹیک کر آہستہ آہستہ چل رہی تھی۔ نہ جانے وہ یہ پانی کتنی دور سے روزانہ لاتی تھی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے۔ اس بڑھیا سے پانی کا برتن پکڑ لیا۔ اور اس کا بازو تھامے اس کے گھر تک لے گئے۔ اس کے بعد انہوں نے معمول بنالیا کہ روزانہ صبح کے وقت اس کے گھڑوں میں پانی بھر جایا کرتے تھے۔ یہ سلسلہ چلتا رہا۔ کسی کو خبر تک نہ ہوئی کہ بڑھیا کے ہاں پانی کون بھرتا ہے۔ یہاں تک کہ خود اس بڑھیا کو بھی علم نہ تھا کہ اس کے گھر میں پانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھرنے کو آتے ہیں۔ اس کے لئے ایسے ہی تھا کہ اس کے گھر میں نلکا لگا ہوا ہے۔ وہ پانی بھرنے والے کو دعائیں دیتی رہتی۔

آخر ایک دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حسب معمول پانی بھرنے کے لئے تشریف لائے۔ تو وہ یہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ گھڑے بالکل تازہ بھرے ہوئے ہیں۔

پوچھا۔ بڑی بی یہ پانی کون بھر گیا ہے؟

بڑھیا نے عرض کیا بیٹا! وہی جو پہلے بھرا کرتا تھا۔

آپ گہری سوچ میں ڈوب گئے۔ پانی تو روزانہ میں ہی بھرا کرتا ہوں۔ آج یہ خدمت کس نے انجام دے دی ہے۔ پھر اس فکر کے ساتھ واپس چلے آئے۔ دوسرے دن جو گئے تو پانی بھرا ہوا تھا۔ اب بھی واپس آ گئے۔ تیسرے دن بھی یہی معاملہ پیش آیا۔ اب آپ نے خیال کیا کہ

marfat.com

اگر یہ پانی بھرنے کی ذمہ داری کسی اور میرے مسلمان بھائی نے لی ہے تو مجھے بڑھیا کے گھر کی صفائی و جھاڑو وغیرہ کر دینی چاہیئے۔ مگر اس بات نے انہیں اور حیران کر دیا کہ گھر میں صفائی بھی کی ہوئی ہے۔ اور ہر چیز سلیقے سے اپنے اپنے مقام پر پڑی ہے۔

وہ اس سوچ میں پڑ گئے کہ دیکھا جائے کہ یہ کام کون کرنے والا ہے۔ اگلے دن وہ بہت ہی جلدی بڑھیا کے مکان پر آئے۔ تو دیکھا ایک بوڑھا شخص باہر نکل رہا ہے۔ اس نے اپنے چہرے پر نقاب ڈالی ہوئی تھی۔ جانے میں اس کے قدم جوانوں سے تیز اٹھتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے۔ اور اس کی راہ میں کھڑے ہو گئے۔ پوچھا کہ وہ کون ہے۔ اور ساتھ ہی اس کی نقاب الٹ دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس نقاب پوش شخص کو دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔

عرض کیا۔ اے خلیفۃ الرسول آپ!

فرمایا۔ ہاں! میں۔ آپ نے اس بڑھیا کی خاصی خدمت کر لی ہے۔ اب بحیثیت ایک خلیفہ کے میری ذمہ داری بنتی ہے کہ اپنی رعایا کے ایسے مجبور لوگوں کی ضروریات کا نہ صرف خیال بلکہ ان کے کام بھی آیا کروں۔ آپ تو خوب جانتے ہیں کہ میری قوم کا سردار ہی قوم کا خادم ہوتا ہے۔ یہ خدمت میرا ہی حق بنتا ہے اور مجھے ہی یہ خدمت انجام دینے دیں۔ اور کسی سے اس کا اظہار نہ کریں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ زندگی بھر اس بڑھیا کی یہ خدمت انجام دیتے رہے۔

آج کے حکمران بھلا اتنے کہاں بیدار ہوں گے کہ غریبوں کی خبر گیری بھی کریں اور ان کے کام بھی آئیں۔ اگر کسی مصلحت کے تحت کسی کا کوئی کام کر بھی دیں تو اخبار نویسوں اور ٹی وی کیمرہ والوں کے جھرمٹ میں کریں گے۔ تاکہ خوب چرچا ہو۔ اسی تصنع اور دکھاوے نے ہی احساس غرباء مفقود کر دیا ہے۔ حیرانی اس بات پر ہوتی ہے کہ اس طرح سے کسی غریب کی مدد ایک ہزار روپیہ سے کی جاتی ہے تو اس کی تشہیر پر کئی ہزار خرچ آجاتے ہیں۔

غریبوں اور بے کسوں کے اس طرح کام کرنے سے یہ امراء طبقہ ان کے ماحول اور ان کی سطح پر آکر اگر اپنے پاس کی سہولتیں اور نعمتیں دیکھیں تو اسے یقیناً ذات باری تعالیٰ کا بار بار شکر ادا کرنے کا موقعہ ملے گا۔ اور غریبوں کو جب یہ سہولتیں میسر ہوں گی تو ان کے لب ہمیشہ دعا گو رہیں گے۔

marfat.com

حدیث کے مجموعوں میں کتاب العلم کے نام سے مستقل عنوان قائم کیا ہے۔ امام غزالی نے بھی احیاء العلوم میں علم کی اہمیت کو حضور ﷺ کے ارشادات گرامی کے حوالے سے اجاگر کیا ہے۔ حضور ﷺ کے ان اقوال کا عمیق مطالعہ کیا جائے تو علم کی اہمیت کو مختلف مثالوں سے مختلف زاویوں سے، مختلف اسلوب سے بیان کیا گیا ہے۔ یہاں حضور ﷺ کے فقط پانچ ارشادات گرامی ذکر کئے جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

۱۔ ''دو شخص ہیں جن سے حسد (معنی رشک) کرنا ٹھیک ہے ایک وہ جسے خدا نے مال دیا اور پھر اسے راہ حق میں خرچ کرنے کی توفیق بھی دی اور دوسرا وہ جسے خدا نے علم دیا پس وہ اس علم کے موافق حکم کرتا اور اسے سکھاتا ہے۔'' (متفق علیہ)

۲۔ ''جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے عمل کا ثواب منقطع ہو جاتا ہے مگر تین کاموں کا ثواب جاری رہتا ہے۔ صدقہ جاریہ، وہ علم جس سے نفع حاصل کیا جائے۔ اولاد صالح جو مرنے کے بعد اس کے لئے دعا کرے۔'' (مسلم)

۳۔ ''عالم کے لئے ہر وہ چیز جو آسمانوں کے اندر ہے اور جو زمین پر ہے استغفار کرتی ہے۔ یہاں تک کہ مچھلیاں بھی پانی کے اندر مغفرت کی دعا کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی کہ چودھویں رات کے چاند کو ستاروں پر ہے اور علماء ہی پیغمبروں کے وارث اور جانشین ہیں''۔

۴۔ ''علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔''

۵۔ ''اللہ سخاوت کرنے والوں میں سب سے زیادہ سخی ہے پھر آدم کی اولاد میں سب سے بڑا سخی میں ہوں اور میرے بعد سب سے بڑا سخی شخص وہ ہوگا جس نے علم کو سیکھا اور پھیلایا''۔

گویا ان مذکورہ ارشادات میں حضور اکرم ﷺ نے ایک ہی علم کی تحصیل میں سابقت کی ترغیب دی اور اسے قابل رشک قرار دیا دوسرے میں اسے باقیات صالحات میں شمار کر کے اس کی اہمیت کو واضح فرمایا تیسرے میں اس کی فضیلت کو بیان فرما کر علم کی رغبت دلائی۔ چوتھے میں اس کے حصول کو فرض قرار دیا۔ اور پانچویں میں تعلیم اور علم کے فروغ کی مساعی کو فیاضی اور فیض رسانی قرار دے کر علم کی اہمیت کو اجاگر فرمایا۔

اب ہم رسول اکرم ﷺ کے چند عملی اقدامات کا ذکر کرتے ہیں جو تاریخ اسلام کے آئینے

marfat.com

میں اپنی پوری تابانیوں کے ساتھ جھلکتے نظر آتے ہیں۔

ا۔ بقول ڈاکٹر حمید اللہ دنیائے عرب کی سب سے پہلی لکھی جانے والی کتاب قرآن مجید ہے اس سے پہلے کوئی کتاب نہیں لکھی گئی تھی۔ (صرف چند ایک چیزیں ہیں مثلاً سبعہ معلقات)

حضور اکرم ﷺ نے کتابت قران مجید کی طرف توجہ دلائی۔ کاتبین وحی کے مقام وفضیلت کو بیان کر کے لوگوں کو پڑھنے لکھنے کی رغبت دلائی۔

۲۔ محسن انسانیت ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لاتے ہیں تو اصحاب صفہ کا ایک گروہ ہر وقت علم و تعلیم میں مشغول رہتا ہے جس میں ایک PRESIDENTIAL UNIVERSITY کا ظہور جھلکتا ہے۔

۳۔ صفہ کے بعد جلد ہی اور مدرسے قائم ہوئے۔ بلاذری نے لکھا ہے کہ مدینے میں عہد نبوی میں نو مساجد تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ اپنے محلے کی مسجد میں اپنے ہمسایوں سے تعلیم حاصل کرو۔ سب کے سب مرکزی مسجد میں نہ آیا کریں کیونکہ جگہ ناکافی تھی۔

۴۔ حضور اکرم ﷺ نے کچھ معلمین کو باہر مختلف علاقوں میں بھجوایا تاکہ وہاں لوگوں کو تعلیم دیں۔

۵۔ جنگ بدر میں بہت سے کافر قیدی بنالئے گئے تھے۔ جن قیدیوں کو لکھنا پڑھنا آتا تھا ان کا فدیہ یہ قرار پایا کہ ہر شخص دس دس مسلمان بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھادے۔

۶۔ حضور اکرم ﷺ نے جب یمن کا حاکم مقرر فرمایا، تو ان کا فریضہ یہ بھی تھا کہ ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں اور ایک کمشنری سے دوسری کمشنری میں جائیں اور وہاں تعلیم کا انتظام کریں عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو گورنر مقرر کرتے ہوئے حضور ﷺ کی طرف سے یہ امر بھی ان کے فرائض میں شامل تھا کہ وہ اپنی حدود JURISDICTION کے دائرے میں رہنے والے لوگوں کی تعلیم کا انتظام کریں۔

۷۔ عہد نبوی میں توقیعات وفرامین کی ابتدائی شکل قائم ہو چکی تھی چنانچہ اس خدمت پر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور آخر میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی مامور ہوئے۔ آپ ﷺ نے سلاطین وملوک کو دعوت اسلام کے جو خطوط روانہ فرمائے۔ غیر قوموں کے ساتھ جو معاہدے کئے۔ مسلمان قبائل کو جو تحریری فرامین عنائیت کئے۔ فوج کا جو رجسٹر مرتب کرایا۔ بعض صحابہ کو جو حدیثیں لکھوائیں وہ

marfat.com

سیرت رسول ﷺ کی روشنی میں تعلیم کی اہمیت

☆---پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی

"قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون"

اگر ہم پوری تاریخ پر نگاہ ڈالیں تو یہ حقیقت نکھر کر سامنے آتی ہے کہ وہی قومیں عروج و کمال سے ہمکنار ہوتی ہیں جو علم و تعلیم کی نعمت عظمیٰ سے آراستہ ہوتی ہیں ہم مسلمان اس اعتبار سے بھی انتہائی خوش بخت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو دین عطا فرمایا ہے وہ دین علم و بصیرت ہے۔ ذرا تصور فرمائیں کہ جہاں الرحمن علم القرآن کے ارشاد باری میں خداوند قدوس کو معلم کہا گیا ہو وہاں یعلمکم الکتاب والحکمۃ و یعلمکم ما لم تکونوا تعلمون میں رب کائنات کے رسول مکرم ﷺ کو معلم کہا گیا ہے۔ جہاں علم ادم الاسماء کلھا کے ارشاد باری میں حضرت آدم علیہ السلام کی فرشتوں پر فضیلت کی وجہ علم و تعلیم کو قرار دیا گیا ہو۔ جہاں سب سے پہلی وحی" اقراء باسم ربک الذی خلق" پوری نوع انسانی کو علم و تعلیم کی دعوت دے رہی ہو جہاں مخزن علوم قرآن حکیم میں جابجا اہل علم کی بلندی درجات کا ذکر ہو۔ جہاں رب زدنی علما کی تلقین فرما کر علم میں ہر لحہ خوشگوار اضافے کی آرزو پیدا کی گئی ہو کیا اس دین سے بڑھ کر دنیا کا کوئی دین، کوئی نظام فکر، علم و تعلیم کی اہمیت کو اس سے زیادہ روشن اور تابناک صورت میں پیش کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے ارباب حکمت و دانش اور اہل عقل و بصیرت کی خدمت میں فقط چند گزارشات پیش کرنے پر اکتفا کروں گا۔ اولاً رسول مکرم ﷺ نے اہمیت تعلیم کے بارے میں کیا تلقین فرمائی؟ ثانیاً حضور اکرم ﷺ نے خود بنفس نفیس علم و تعلیم کے فروغ کے لئے کیا عملی اقدامات فرمائے؟۔ ثالثاً حضور ﷺ کے ان عملی اقدامات کے علم انسانیت پر کیا اثرات مرتب ہوئے؟۔ رابعاً حضور ﷺ کا عطا فرمودہ نظام تعلیم کن اہم خصوصیات پر مبنی ہے؟ اور خامساً عصر حاضر میں تعلیم و تربیت کے بارے میں ہماری ذمہ داریاں کیا ہیں؟۔ یہ چند مباحث ہیں جنہیں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

علم و تعلیم کی اہمیت پر حضور ﷺ کے ارشادات بکثرت ہیں اس لئے محدثین نے اپنے

marfat.com

سب اسی سلسلے میں داخل ہیں علامہ زرقانی وغیرہ نے آپ کے احکام وفرامین تحریری کا ایک مستقل باب قائم کیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کے فیضان سے مستفیض ومستنیر ہونے والوں نے علم کی نورانی کرنیں اطراف واکناف عالم تک پہنچائیں۔ حتیٰ کہ مسلمان صدیوں تک اس وقت کی دنیا کے معلم رہے۔ عالم انسانیت پر حضور ﷺ کے اس فیضان کی وسعتوں کا اندازہ کرنا ممکن نہیں۔ نمونے کے طور پر پروفیسر آربری کا ایک قول پیش کرتا ہوں جوانہوں نے ڈاکٹر احمد شبلی کے پی ایچ ڈی کے مقالے میں پیش لفظ میں لکھا: بنی نوع انسان پر اسلام کی تحسین وتوصیف اور شکر گزاری واجب ہے۔ مسلمانوں نے علم وادب اور فنون وسیاست میں جو اضافے کئے ہیں ان کے متعلق بہت کچھ لکھا جا چکا ہے یہ کامیابیاں اور کامرانیاں ہرگز حاصل نہ ہوتیں۔ اگر مسلمانوں کو علم سے پرجوش عقیدت نہ ہوتی جو ان کا ہمیشہ طرہ امتیاز رہی ہے مسلمان مردوں اور عورتوں نے یکساں طور پر پوری عقیدت کے ساتھ اپنے پیغمبر علیہ السلام کے حکم پر عمل کیا۔

سرور دو عالم ﷺ کے نظام تعلیم وتربیت کی خصوصیات اس قدر موثر اور ہمہ پہلو ہیں کہ ان پر مفصل کتابیں لکھی گئی ہیں۔ مصر کے نامور محقق محمد قطب نے اسلام کے نظام تربیت پر ایک کتاب لکھی ہے اور مغربی نظام تعلیم کے مقابلے میں اسلامی نظام تعلیم وتربیت کی جامعیت کو مدلل طور پر پیش کیا ہے۔ الدکتور احمد فواد کی کتاب " التربیۃ فی الاسلام " قاہرہ سے اور الدکتور محمد اسعد کی کتاب التربیۃ والتعلیم فی الاسلام بیروت سے شائع ہو چکی ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کے نظام تعلیم کا محور "انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء" کا قرآنی ارشاد ہے۔ المختصر حضور اکرم ﷺ کا مقصد تعلیم یہ ہے کہ خوف خداوندی سے سرشار ہوکر تربیت نفس کے حصول کے ساتھ ساتھ حیات انسانی کو کامیابی وکامرانی اور سلیقے، طریقے اور قرینے سے گزارنے کے لئے وہ تمام ضروری علوم وفنون سیکھے جائیں جو انسانیت کے لئے نفع بخش ہوں۔

آخر میں اس گزارش کو پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ رب کائنات نے ہمیں ہادی اعظم اور معلم انسانیت کے ظہور قدسی سے بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔ اور کنتم خیر امۃ کے لقب سے سرفراز فرمایا ہے۔ اس لئے سیرت الرسول ﷺ اور اسوۂ حسنہ کی پیروی کے حوالے سے ہمارا یہ ملی فریضہ ہے کہ ہم اپنے تعلیمی مسئلے کو حل کریں اور اپنے نظام تعلیم کو از سر نو ان خطوط پر استوار کریں جو رسول اللہ ﷺ

marfat.com

ﷺ نے انما بعثت معلما کے ارشاد گرامی سے اہمیت تعلیم کو اجاگر کرتے ہوئے ہمیں عطا فرمائے ۔مجھے معلوم ہے کہ نظام تعلیم کو نبوی نظام تعلیم میں ڈھالنے کے لئے از حد محنت اور ان تھک مساعی کی ضرورت ہے لیکن حضور ﷺ سے سچی وابستگی ہی کی نعمت ہے جو فرزندان توحید کے اندر عزم و یقین پیدا کردیتی ہے۔ بقول حکیم الامت

جب اس انگارہ خاکی میں ہوتا ہے یقین پیدا
تو کرلیتا ہے یہ بال و پر روح الامین پیدا

رسول کریم ﷺ کے نظام تعلیم میں مطالعہ کائنات کی اہمیت:

عصر حاضر میں تعلیم و تربیت اور نصاب سازی کے جدید تقاضوں میں مطالعہ کائنات اور مشاہدہ فطرت کو بے حد اہمیت دی جانے لگی ہے اور اسے سائنسی ترقی کے لئے ایک زینہ قرار دیا جاتا ہے۔ اہل مغرب کا نقطہ نگاہ یہ ہے کہ یہ عظیم کارنامہ انہوں نے انجام دیا ہے لیکن اہل علم و بصیرت سے یہ امر مخفی نہیں کہ آج سے ۱۴۰۰ برس پہلے انسانیت کے سب سے بڑے محسن اور معلم رسول اللہ ﷺ نے نہ صرف یہ کہ مطالعہ کائنات کی اہمیت کو اپنی تعلیمات میں اجاگر فرمایا بلکہ خود آپ ﷺ کی سیرت طیبہ میں یہ وصف پوری آب و تاب کیساتھ جلوہ گر نظر آتا ہے۔

بخاری شریف میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول منقول ہے

''اور پھر سرور دو عالم ﷺ کی خلوت گزینی محبوب ہوگئی اور آپ غار حرا میں خلوت گزین ہو کر تحنیث فرماتے''

سید قطب شہید نے غار حرا میں حضور کے معمولات پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے:

''اور آپ اپنا وقت عبادت اور اپنے اردگرد پھیلی ہوئی کائنات کے مشاہدے اور اس میں غور وفکر میں گزارتے اور آپ کا تخیل اس سے بھی زیادہ ماورا قدرت کی نیرنگیوں کی طرف منعطف ہوجاتا''

یہ تو سرکار دو عالم ﷺ کے اعلان نبوت سے پہلے معمولات کی ایک جھلک تھی۔ اعلان نبوت کے بعد اس وسیع و بیکراں کائنات کے خالق و مالک نے آپ کو اس عظیم کائنات کی سیر کروائی اور آپ نے کائنات کا مطالعہ اور مشاہدہ اس انداز میں فرمایا کہ تاریخ ادیان عالم بلکہ پوری تاریخ عالم میں یہ سعادت نہ کسی کو نصیب ہوئی اور نہ ہی ہوگی بقول شاعر

marfat.com

عظمتیں شب معراج کی جانے کوئی

جس کے استقبال میں رک جائے نبض کائنات

سرور دو عالم ﷺ کی مدنی زندگی میں آپ ﷺ کے معمولات شبانہ کے ذکر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث، ان الفاظ میں بیان ہوئی ہے:

''معلم انسانیت ﷺ رات کے آخری حصے میں حضور حق میں قیام کے لئے بیدار ہوئے آپ ﷺ نے آسمان کی وسعتوں پر نظر ڈالی اور مطالعہ کائنات کی طرف توجہ دلانے والی آیت قرآنی کی تلاوت فرمائی۔

جملہ صحف سماوی اور ہدایت ربانی کا نچوڑ، قرآن حکیم وہ صحیفہ فطرت ہے جس نے کائنات کے اسرار و حقائق کی طرف وہ اشارات کیے ہیں کہ مغرب اپنی پوری فکری توانائیوں اور سائنسی جولانیوں کے باوجود ابھی تک اس کے گرد تک پہنچ نہیں پایا۔ ہربرٹ سپنسر نے بجا طور پر اعتراف کیا ہے کہ ماہیت اشیاء سے ہم بالکل ناواقف ہیں نہ ہم کو آغاز کی خبر ہے اور نہ انجام کی، زیادہ سے زیادہ سائنس یہ ہی کر سکتی ہے کہ مادہ کائنات ازل میں حالت منتشرہ میں تھا لیکن پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ حالت کیونکر پیدا ہوئی۔ اسی طرح مظاہر موجودات کی نیرنگی کا سلسلہ ہوا ہے نہ ہو سکتا ہے۔ لیکن قرآن حکیم نے نہ صرف کائنات کے حقائق اور اسرار کا ذکر کیا بلکہ کائنات کے آغاز اور انجام کو بیان کرتے ہوئے انسان کو کامیاب اور کامران زندگی گزارنے کا سلیقہ اور طریقہ بھی بتایا۔ مصر سے شائع ہونے والی کتاب میں جس کا نام "معجزة القرآن فی وصف الکائنات" یا "التفسیر العلمی لآیات الکونیة فی القرآن" ہے کائنات کے حقائق و اسرار کو بیان کرنے والی آیات کریمہ کو علمی رنگ میں مربوط اور مدلل انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ مطالعہ کائنات سے متعلق سورہ آل عمران کی آخری حصے کی آیات کا ذکر ابن عباس رضی اللہ عنہ والی روایت میں آچکا ہے لہٰذا اختصار کے پیش نظر صرف دو آیات کا اور ذکر نمونے کے طور پر کرتا ہوں۔

ان فی خلق السموات والارض واختلاف الیل والنهار والفلک التی تجری فی البحر بماینفع الناس وما انزل الله من السماء من ماء فاحیا به الارض بعد موتها وبث فیها من کل دابة و تصریف الریاح والسحاب المسخر بین السماء والارض لآیات لقوم یعقلون ٥ الله الذی رفع السموات بغیر عمد ترونها ثم استوی

marfat.com

علی العرش وسخر الشمس و القمر کل یجری لاجل مسمی یدبر الامر یفصل الایات لعلکم بلقاء ربکم توقنون ٥

گویا موجودہ سائنس خلق کی طرف توجہ دلاتی ہے لیکن ان آیات کریمہ میں خلق اور مطالعہ کائنات کیطرف توجہ دلانے کیساتھ ساتھ خالق کی طرف توجہ مرکوز کی گئی ہے۔ قرآن مجید وہ کتاب علم و بصیرت ہے جو بقول محمد لطفی جمعہ تقریباً تین سو علوم کا منبع ہے........ ان میں سے اکثر علوم کا راست ماخذ قرآن حکیم ہے جن کو علماء نے اس کی نصوص سے مستنبط کیا ہے ان کے علاوہ دوسرے علوم قرآن کی خدمت کے لئے مدون کئے گئے ہیں اس قسم کے علوم کو وسائط یا وسائل کہتے ہیں۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے "یتفکرون فی السموات والارض" کی تفسیر میں مطالعہ کائنات کی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ایک ارشاد نبوی نقل کیا ہے:

"لا عبادۃ کالتفکر" (کوئی عبادت غور وفکر کی مانند نہیں) اور فکر کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے: "فکر کا مفہوم یہ ہے کہ معلوم امور کو اس طرح مرتب کیا جائے کہ وہ نتیجہ حاصل ہو جائے جو پہلے معلوم نہ تھا"

موجودہ دور میں سائنس کا طریق تحقیق بھی یہی ہے جسے عام طور پر تین مرحلوں میں ذکر کیا جاتا ہے: ۱۔مشاہدہ، اگر ضرورت پڑے تو تجربہ۔ ۲۔اخذ نتائج ۳۔تنظیم نتائج

المختصر رسول کریم ﷺ نے علم کی اہمیت، تحقیق وتجسس اور مطالعہ کائنات کا جو ذوق وشوق امت مسلمہ میں پیدا فرمایا یہ اسی کا ثمرہ ہے کہ جابر بن حیان، محمد بن موسیٰ خوارزمی، یعقوب کندی، محمد بن زکریا رازی، ابوالقاسم زہراوی، ابن الہیثم، البیرونی، ابن سینا اور عمر خیام جیسے نامور مسلمان پیدا ہوئے اور آج بھی یورپ کی یونیورسٹیوں میں ان کی عظمت کا لوہا مانا جاتا ہے۔

اپنے اس مختصر مقالے کو اس تجویز پر ختم کرتا ہوں کہ حکومت پاکستان اپنے تحقیقی اداروں میں ایک ایسا ریسرچ سیل قائم کرے جہاں علمائے کرام، ہمارے اسلاف کی محنت کا ثمرہ جو لاکھوں مخطوطوں MANUSCRIPTS کی صورت میں مختلف ملکوں میں گوشہ گمنامی میں پڑا ہے۔ کھنگالیں اور تابناک ماضی کے ان علمی شاہکاروں کو سامنے لائیں۔ جس سے ایک طرف تو مغرب سے مرعوبیت اور احساس کمتری کا ازالہ ہوگا اور دوسرے دنیا کو مسلمانوں کی صحیح علمی عظمتوں کا احساس پیدا ہو سکے گا۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب مکرم انسانیت کے سب سے بڑے محسن و معلم ﷺ پر اپنی کروڑوں رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے۔ آمین۔

marfat.com

دردِ گردہ

اگر پتہ میں یا گردہ میں درد ہو
خواہ پتھری ہو یا نہ ہو
آپریشن کرکے پتہ یا گردہ
باہر نکال پھینکنا کوئی
علاج نہیں ہے

تشریف لا کر مشورہ کریں

حکیم حافظ سلمان احمد خلف الرشید حکیم محمد اشرف
ماہر امراض معدہ جگر و گردہ وغیرہ

مرض اٹھرا

عورت کے لیے
جان لیوا بھی ثابت ہو سکتا ہے
اگر وقت پر علاج کر لیا جائے تو
یہ مرض فوراً ٹھیک ہو سکتا ہے

① بچے سوکھ کر مرجانا ② بچوں کا ضائع ہو جانا اور اسی مرض کی وجہ سے
اولاد نہ ہونا ـــــ آج ہی خط کے ذریعے اپنے حالات لکھ کر دوائی
منگوائیں یا خود تشریف لائیں

عورتوں کے امراض کے ماہر حکیم حافظ سلمان احمد خلف الرشید حکیم محمد اشرف

دواخانہ خاص

بیرون قلعہ مراد بخش ۔ ۲۳ مین بازار مزنگ لاہور
فون نمبر ۔ ۷۲۵۱۸۱۸

marfat.com

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ ـــــ پیر محمد کرم شاہ الازہری

بعثت سے پہلے نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اور حضرت ابو بکر کے درمیان گہرے دوستانہ مراسم تھے ایک دوسرے کے پاس آمدورفت۔ نشست و برخاست، ہر اہم بات پر صلاح مشورہ۔ ہر روز کا معمول تھا۔ کئی تجارتی سفر جو بیرون ملک پیش آئے ان میں بھی ابو بکر حضور کے ہم سفر ہے طبائع میں کمال یکسانیت کے باعث باہمی انس و محبت بھی درجہ کمال تک پہنچا ہوا تھا۔ اس بے تکلف میل جول کے باعث حضرت ابو بکر حضور سرور عالم کے کمالات و محامد کے عینی شاہد تھے اور دل سے گرویدہ تھے اس عرصہ میں آپ نے کئی خواب دیکھے جنھوں نے آپ کے قلب و ذہن کو حضور کی محبت اور عقیدت کا گہوارہ بنا دیا تھا۔ شیخ محمد ابو زہرہ رحمۃ اللہ علیہ نے الروض الانف کے حوالے سے ایک خواب ذکر کیا ہے جو درج ذیل ہے۔

حضرت ابو بکر نے ایک رات خواب دیکھا کہ چاند مکہ میں اترا ہے اور تمام گھروں میں اس کی روشنی پھیل گئی ہے اور اس کا ایک ایک ٹکڑا ہر گھر میں گرا ہے پھر آپ نے دیکھا کہ چاند کے بکھرے ہوئے ٹکڑے یکجا ہو گئے اور وہ مکمل چاند ان کی گود میں آگیا۔ اہل کتاب کے کسی عالم سے آپ نے اس خواب کی تعبیر پوچھی اس نے بتایا کہ وہ نبی جس کی آمد کے ہم منتظر ہیں اور جس کے ظہور کی گھڑی بالکل قریب آگئی ہے وہ ظاہر ہو گا۔ اور آپ اس کی اطاعت و پیروی کریں گے اور اس کی اطاعت کی برکت سے آپ سارے جہان میں سعید ترین شخص ہوں گے ایسے خوابوں نے اور ہر روز نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات کے مشاہدہ نے انھیں اس سروش غیب کے لئے سراپا گوش بنا دیا جس کا سارے عالم کو انتظار تھا۔ اور علماء کتاب جس کی آمد کا برملا اعلان کرتے رہتے تھے مختلف سفروں کے دوران میں آپ نے حضورؐ سے ایسی علامات دیکھی تھیں جو حضور کی عظمت شان اور درخشاں مستقبل کی پیشین گوئی کر رہی تھیں۔ گویا رحمت خداوندی نے اپنے محبوب کی رفاقت کے لئے ابو بکرؓ کو چن لیا تھا۔ اور ذہنی طور پر ان کو یوں تیار کر لیا تھا کہ ادھر نور نبوت چمکے ادھر یہ اس کے اجالے کو عام کرنے کے لئے اپنی ساری توانائیاں پیش کر دیں ادھر دعوت حق کا اعلان ہو۔ ادھر لبیک اللھم لبیک کی صدائیں اس کے استقبال کے لئے ان کی دل کی گہرائیوں سے بلند ہونے لگیں۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب آپ کو ایمان لانے کی دعوت دی تو بلا ادنی تامل انھوں نے اس کو قبول کر لیا

marfat.com

سرور عالم خود فرماتے ہیں۔

مَا دَعَوْتُ اَحَدًا اِلَی الْاِسْلَامِ اِلَّا کَانَتْ عِنْدَہٗ کَبْوَۃٌ وَتَرَدُّدٌ وَنَظْرٌ اِلَّا اَبَا بَکْرٍ مَا عَکَمَ عَنْہُ حِیْنَ ذَکَرْتُہٗ لَہٗ وَلَا تَرَدَّدَ

"میں نے جس کو بھی اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ تو اس کا پاؤں پھسلا۔ اور وہ تشویش میں مبتلا ہوا اور غور و فکر کرنے لگا۔ سوائے ابو بکر کے۔ اس نے نہ تردد کیا اور نہ جھجکا۔" (۱)

حقیقت یہ ہے کہ ورقہ اور دیگر علماء اور راہبوں نے حضور کے بارے میں بڑی پیش گوئیاں کی تھیں جن کو حضرت ابو بکر نے اپنے کانوں سے سنا تھا۔ آپ کو یقین تھا کہ اس ہستی کو اللہ تعالیٰ نبی بنا کر مبعوث فرمانے والا ہے اور اس گھڑی کے لئے آپ شدت سے منتظر رہا کرتے تھے کہ حضور اپنی نبوت کا اعلان کریں اور یہ جلدی سے حضور کی دعوت کو قبول کرتے ہوئے ایمان لانے کا شرف حاصل کریں چنانچہ ایک روز آپ، حکیم بن حزام کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ حکیم کی لونڈی اس کے پاس آئی اور بتایا کہ آپ کی پھوپھی خدیجہ آج یہ خیال کر رہی ہیں کہ ان کے خاوند نبی مرسل ہیں۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام تھے یہ سن کر ابو بکر خاموشی سے کھسک گئے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے۔ اور آپ سے خبر دریافت کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وحی کی آمد کا واقعہ انہیں بتایا اور آگاہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسول بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ اسی وقت حضرت ابو بکر نے کہا۔

صَدَقْتَ بِاَبِیْ وَاُمِّیْ اَنْتَ وَاَھْلُ الصِّدْقِ اَنْتَ اَنَا اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔

"آپ نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ نے سچ فرمایا ہے اور آپ سچوں میں سے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر اور کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔"

علامہ زرقانی نے بھی اسی قول کو ترجیح دی ہے۔

شرح مواہب اللدنیہ میں علامہ زرقانی لکھتے ہیں۔

وَقُوْعُ اِسْلَامِ صِدِّیْقٍ عَقَبَ اِسْلَامِ خَدِیْجَۃَ لِاَنَّہٗ کَانَ یَتَوَقَّعُ

۱۔ سبل الہدیٰ والرشاد صفحہ ۳۰۶ جلد دوم

marfat.com

ظُهُورَ نُبُوَّتِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِمَا سَمِعَهُ مِنْ وَرَقَةَ وَكَانَ
أَبُوْ بَكْرٍ يَوْمًا عِنْدَ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ إِذْ جَاءَتْ مَوْلَاةٌ
فَتَسَلَّلَ أَبُوْ بَكْرٍ حَتّٰى أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمَ

"کہ حضرت خدیجہ کے ایمان کے فوراً بعد حضرت صدیق مشرف باسلام ہوئے کیونکہ آپ کو یہ توقع تھی کہ حضور اپنی نبوت کا اعلان فرمانے والے ہیں اور اس کی وجہ یہ تھی کہ حضور کے بارے میں آپ نے ورقہ بن نوفل سے بہت کچھ سنا تھا۔ ایک روز حکیم بن حزام کے پاس حضرت ابو بکر بیٹھے تھے کہ ان کی لونڈی آئی اور حکیم کو بتایا کہ ان کی پھوپھی خدیجہ آج کہہ رہی تھیں کہ ان کے خاوند موسیٰ علیہ السلام کی طرح نبی مرسل ہیں یہ سنتے ہی حضرت ابو بکر چپکے سے وہاں سے کھسک گئے اور حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔" (۱)

اس کی مزید تائید اس سے ہوتی ہے کہ حضرت خدیجہ اور حضرت ابو بکر کی جو توصیف اور مدح حضور نے فرمائی ہے وہ مضمون کے اعتبار سے بالکل ایک جیسی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم جب بھی گھر سے باہر تشریف لے جاتے تو نکلنے سے پہلے حضرت خدیجہ کا ذکر کرتے اور ان کی تعریف فرماتے حضرت عائشہ کہتی ہیں ایک دن اسی طرح حضور نے ان کا ذکر کیا اور ان کی تعریف فرمائی تو مجھے بڑی غیرت آئی۔ میں نے کہا وہ ایک بوڑھی عورت تھیں اللہ تعالیٰ نے ان سے بہت بہتر ازواج آپ کو دی ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم یہ بات سن کر بڑے غضبناک ہوئے شدت غضب سے پیشانی کے بال کانپنے لگے پھر فرمایا بخدا ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے بہتر اس کے بدلے کوئی زوجہ مجھے نہیں دی وہ میرے ساتھ ایمان لائی جب کہ لوگوں نے کفر کیا۔ اس نے میری تصدیق کی۔ جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا۔ اس نے اپنے مال سے میری دلجوئی کی جب لوگوں نے مجھے محروم کیا اس سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد عطا فرمائی جب کہ دوسری ازواج سے اولاد پیدا نہ ہوئی۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے دل میں فیصلہ کیا کہ آئندہ میں آپ کا ذکر کرتے وقت ان کی عیب جوئی نہیں کروں گی۔

اسی طرح حضرت ابو بکر اور حضرت عمر میں تلخ کلامی ہوئی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو

۱۔ محمد رسول اللہ از محمد الصادق عرجون صفحہ ۵۲۲ جلد اول

marfat.com

اس سے بڑی تکلیف ہوئی حضور نے حضرت عمر کو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نبی بنا کر مبعوث کیا تو تم نے مجھے جھٹلایا اور ابو بکر نے کہا یہ سچا ہے اس نے اپنی ذات اور مال سے میری دلجوئی کی کیا تم میرے لئے میرے اس دوست کو چھوڑ دو گے یا نہیں۔

ان احادیث پاک سے پتہ چلتا ہے کہ سب سے پہلے ایمان لانے والی حضرت خدیجہ، حضرت ابو بکر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم ہیں۔ (۱)

آپ کا نام عبدالکعبہ تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کا نام بدل کر عبداللہ رکھا۔ ابو بکر آپ کی کنیت ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ

كُنِيَ بِأَبِي بَكْرٍ لِابْتِكَارِهِ بِالْخِصَالِ الْحَمِيْدَةِ۔

"خصال حمیدہ میں جدت طراز ہونے کی وجہ سے آپ کی کنیت ابو بکر رکھی گئی۔"

آپ کا لقب عتیق تھا۔ کیونکہ آپ بڑے خوبرو اور خوش شکل تھے اس لئے آپ کو عتیق کے لقب سے ملقب کیا گیا اور بعض کے نزدیک یہ لقب سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے آپ کو دیا کیونکہ حضور نے آپ کو خوشخبری دی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آتش جہنم سے آزاد کر دیا۔

اب رہا یہ سوال کہ سب سے پہلے ایمان لانے کا شرف کس کو حاصل ہوا۔

اس کے بارے میں عرض ہے کہ اس امر پر تمام آئمہ متفق ہیں کہ ساری امت اسلامیہ میں سب سے پہلے ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ کو ایمان لانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ان کے بعد اولیت کا شرف حضرت علی مرتضیٰ کو حاصل ہوا یا صدیق اکبر کو اس کے بارے میں متعدد روایات ہیں علماء ربانیین نے ان مختلف روایات میں یوں تطبیق کی ہے۔ کہ عورتوں میں سب سے پہلے ایمان لانے کا شرف حضرت خدیجہ کو حاصل ہوا بچوں میں سب سے پہلے ایمان لانے کا شرف حضرت علی مرتضیٰ کو حاصل ہوا اور بالغ عربی مردوں میں سب سے پہلے اسلام لانے کی سعادت حضرت ابو بکر صدیق کو نصیب ہوئی۔ انہوں نے اسلام قبول بھی کیا اور اس کا اعلان بھی کیا۔ غلاموں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے زید بن حارثہ تھے۔

لیکن ابن جوزی صفوۃ الصفوۃ میں شعبی سے روایت کرتے ہیں۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَوَّلُ مَنْ صَلّٰى اَبُوْبَكْرٍ وَتَمَثَّلَ بِاَبْيَاتِ حَسَّانِ بْنِ ثَابِتٍ

۱۔ محمد رسول اللہ از محمد الصادق عرجون صفحہ ۵۲۳ جلد اول

marfat.com

إِذَا تَذَكَّرْتَ شَجْوًا مِنْ أَخِي ثِقَةٍ فَاذْكُرْ أَخَاكَ أَبَا بَكْرٍ بِمَا فَعَلَا
خَيْرَ الْبَرِيَّةِ أَتْقَاهَا وَأَفْضَلَهَا بَعْدَ النَّبِيِّ وَأَوْفَاهَا بِمَا حَمَلَا
وَالثَّانِيَ التَّالِيَ الْمَحْمُودَ مَشْهَدُهُ وَأَوَّلَ النَّاسِ مِنْهُمْ صَدَّقَ الرُّسُلَا

ترجمہ اشعار حضرت حسان رضی اللہ عنہ

"جب تم اپنے قابل اعتماد بھائی کے حزن وملال کو یاد کرنا چاہو تو اپنے بھائی ابو بکر کو یاد کرو ان تکالیف کے باعث جو انہوں نے برداشت کیں۔ نبی کریم کے بعد وہ ساری مخلوق سے بہتر، سب سے زیادہ متقی اور سب سے افضل تھے انہوں نے جو ذمہ داری اٹھائی اس کو پورا کرنے میں سب سے زیادہ وفادار تھے۔ حضور کے بعد آنے والے دوسرے آپ تھے آپ کا مشہد قابلِ تعریف تھا اور ان لوگوں میں سب سے پہلے تھے جو رسولوں پر ایمان لائے۔" (۱)

سہیلی کہتے ہیں کہ حضرت حسان نے یہ مدحیہ اشعار حضرت صدیق اکبر کی شان میں لکھے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں سنا اور ان کی تردید نہیں کی۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ سب سے پہلے ایمان لانے کا شرف حضرت صدیق اکبر کو نصیب ہوا آزاد شدہ غلاموں میں زید بن حارثہ اور غلاموں میں حضرت بلال کو اسلام لانے میں اولیت کا شرف حاصل ہوا۔

صدیق اکبر اور اشاعت اسلام

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر کو گوناگوں صفات حمیدہ سے متصف فرمایا تھا۔ نسبی لحاظ سے آپ کا خاندان قوم قریش میں بڑا معزز شمار ہوتا تھا۔ آپ بڑے کامیاب تاجر تھے کاروبار میں راست بازی، لین دین میں دیانتداری آپ کا طرۂ امتیاز تھا، غریبوں کی امداد، یتیموں اور بیواؤں کی سرپرستی آپ کا معمول تھا زمانہ جاہلیت کی آلودگیوں سے آپ کا دامن پاک تھا آپ نے کبھی کسی بت کو سجدہ نہیں کیا۔

وَفِي السِّيرَةِ الْحَلَبِيَّةِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ لَمْ يَسْجُدْ لِصَنَمٍ قَطُّ

"سیرت حلبیہ میں ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق نے کبھی کسی بت کو سجدہ نہیں کیا۔" (۲)

اخلاق باختگی کے اس دور میں مے خواری، قمار بازی سے آپ ہمیشہ دور رہے۔ دولتمند ہونے کے باوجود غرور اور تکبر کی انہیں ہوا تک نہ لگی تھی بات کے سچے، وعدہ کے پکے، بڑے خوش خلق، بلند کردار، عالی ظرف، تحمل و بردباری کے پیکر الغرض ان صفات جمیلہ کے باعث تمام اہل مکہ دل سے ان کا احترام کرتے تھے معاشرہ کے ہر طبقہ میں ان کی عزت کی جاتی۔

آپ کے پاس آنے جانے والوں کا تانتا بندھا رہتا ہر شخص سے آپ عزت سے پیش آتے اور ہر ممکن طریقہ سے اس کی دلجوئی کرتے۔ ان خداداد خوبیوں کے باعث آپ کے احباب کا ایک

marfat.com

وسیع حلقہ معرض وجود میں آ گیا تھا جو کہ کے چیدہ چیدہ افراد پر مشتمل تھا ان لوگوں کو آپ پر مکمل اعتماد تھا۔ ہر اہم کام میں مشورہ کے لیئے وہ لوگ آپ کی طرف رجوع کرتے اور آپ کی صائب رائے سے مستفید ہوتے۔

اللہ تعالیٰ نے جب آپ کو شرف ایمان سے مشرف فرمایا اوران کا دل نور ہدایت سے منور ہو گیا تو آپ کی طبع فیاض نے گوارا نہ کیا کہ لوگ اندھیروں میں بھٹکتے رہیں آپ نے اپنے دوستوں کے حلقہ میں تبلیغ اسلام کا کام شروع کر دیا جن پر آپ کو اعتماد تھا چنانچہ آپ کی کوششیں بار آور ہونے لگیں اور بڑی بڑی عظیم شخصیتیں دین اسلام کو قبول کر کے امت مسلمہ میں شامل ہونے لگیں وہ سعادتمند روحیں جو حضرت صدیق اکبر کی مساعی جمیلہ سے مشرف باسلام ہوئیں ان میں سے چند کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

ان حضرات نے اسلام کی تاریخ میں جو کارہائے نمایاں انجام دیئے وہ اظہر من الشمس ہیں۔ ملت کا بچہ بچہ ان سے واقف ہے۔ ان کے نام پڑھ کر آپ بآسانی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا اسلام کے لئے کتنا یمن و برکت کا باعث بنا۔

۱۔ امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ خلفاء راشدین میں سے خلیفہ ثالث تھے۔ پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی وہاں سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ آئے۔ آپ کے زمانہ خلافت میں مندرجہ ذیل ممالک فتح ہوئے۔

قبرص۔ اصطخر۔ خوز۔ فارس کا آخری حصہ۔ طبرستان۔ دارابجرد۔ کرمان۔ سجستان۔ سابور۔ وغیرہ۔ (۱)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے آپ کو نکاح کر کے دیں اسی لئے ذوالنورین کے لقب سے مشہور ہوئے۔ اسلام کی ترقی اور مسلمانوں کی خوشحالی کے لئے آپ نے بڑی فیاضی سے اپنی دولت لٹائی آپ بڑے کامیاب تاجر تھے آپ کا چہرہ بڑا خوبصورت۔ جلد ریشم کی طرح نرم۔ گھنی داڑھی۔ گندم گوں رنگ تھا۔ آپ کو ذی الحجہ کی اٹھارہ تاریخ بروز جمعہ باغیوں نے شہید کر دیا۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک بیاسی سال تھی آپ کی شہادت ۳۵ھ میں ہوئی۔ آپ ان دس خوش نصیبوں سے تھے جن کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنت کی خوشخبری دی تھی جنہیں عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے۔ (۲)

۱۔ سیرۃ محمد رسول اللہ از محمد رضا صفحہ ۷۷ ۲۔ السیرۃ النبویہ زینی دحلان صفحہ ۱۸۷

marfat.com

۲۔ زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ

آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب کے فرزند تھے ام المؤمنین حضرت خدیجہ کے بھتیجے تھے بارہ سال یا پندرہ سال کی عمر میں ایمان لائے آپ کے چچا کو جب آپ کے ایمان لانے کا علم ہوا تو غصہ سے بے قابو ہو گیا۔ اس نے عزم کیا کہ وہ انہیں مجبور کر دے گا کہ وہ نئے دین کو چھوڑ کر پھر اپنے آبائی دین کی طرف لوٹ آئیں۔ چنانچہ وہ آپ کو چٹائی میں لپیٹتا اور رسی سے باندھ دیتا پھر نیچے سے دھواں دیتا یہاں تک کہ ان کا دم گھٹنے لگتا پھر کہتا اس عذاب سے بچنا چاہتے ہو تو محمد (فداہ ابی وامی) کا انکار کر دو۔ نوخیز زبیر اپنی گرجدار آواز میں جواب دیتا لَا۔ وَاللّٰہِ لَا اَعُوْدُ لِلْکُفْرِ اَبَدًا ہرگز نہیں بخدا میں کسی قیمت پر کفر کی طرف نہیں لوٹوں گا۔ آپ کی شجاعت و سخاوت کے واقعات تاریخ اسلام کا روشن باب ہیں

آپ کا نسب قصی بن کلاب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مل جاتا ہے۔ اس چھ رکنی شوریٰ کمیٹی کے آپ بھی ایک رکن تھے جسے حضرت فاروق اعظم نے اپنے بعد خلیفہ منتخب کرنے کے لئے مقرر کیا تھا۔ پہلے حبشہ پھر مدینہ طیبہ ہجرت کی۔ امت مسلمہ میں سب سے پہلے جہاد کے لئے تلوار کو بے نیام کرنے کا شرف انہیں نصیب ہوا عہد رسالت کے تمام غزوات میں شرکت کی عہد خلافت راشدہ میں فتح یرموک اور فتح مصر میں حصہ لیا آپ کی عمر سرسٹھ سال تھی۔ (۱)

۳۔ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ

یہ ان دس میں سے ایک ہیں جن کو حضور پرنور نے جنت کی بشارت دی یہ حضرت فاروق کی مقرر کردہ چھ رکنی شوریٰ کمیٹی کے ایک رکن بھی تھے آپ نے بھی پہلے حبشہ پھر مدینہ طیبہ ہجرت کی۔ حضور کی معیت میں تمام معرکوں میں شریک ہوئے۔ احد کی جنگ میں انہیں اکیس زخم آئے اور اگلے دو دانت ٹوٹ گئے کامیاب تاجر، بڑے دولتمند اور بڑے سخی تھے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں پانی کی طرح روپیہ بہایا کرتے تھے سفید سرخ رنگت، خوبرو۔ سیاہ چشم۔ لمبی پلکیں۔ اونچی بینی۔ ہتھیلی پر گوشت۔ انگلیاں بھاری تھیں۔ آخر عمر تک بال کالے تھے۔ بہتر سال کی عمر میں ۳۲ھ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ (۲)

۱۔ محمد رسول اللہ از محمد رضا صفحہ ۷۸

۲۔ محمد رسول اللہ از محمد رضا صفحہ ۷۸

marfat.com

۴۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ۔

انیس سال کی عمر میں اسلام قبول کیا آپ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں نیز اس چھ رکنی کمیٹی کے ممبر بھی تھے جو تقرر خلیفہ کے لئے حضرت عمر نے مقرر کی تھی آپ اسلام کے پہلے تیرانداز ہیں۔ جنہوں نے اللہ کی راہ میں تیر چلائے اور دشمن کا خون بہایا حضور سے پہلے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی آپ کا لقب "فارس الاسلام" ہے۔ یعنی اسلام کا شہسوار۔ تمام معرکوں میں شرکت کی۔ احد کی جنگ میں مردانگی اور شجاعت کے جوہر دکھائے آپ مجاب الدعوات تھے۔ آپ اس لشکر اسلام کے سپہ سالار تھے جس نے شہنشاہ ایران کو شکست دی۔ مدائن جو کسریٰ کا پایۂ تخت تھا اس پر اسلام کا پرچم لہرایا۔ ۵۵ھ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے آپ کا رنگ گندمی۔ قد لمبا۔ سر بڑا تھا۔ آپ کے ایمان لانے کا واقعہ بڑا حیرت انگیز ہے آپ کی ماں کو جب پتہ چلا کہ آپ اسلام لے آئے ہیں تو وہ آگ بگولہ ہو گئی۔ اس کے لئے یہ بات ناقابل برداشت تھی کہ اس کے جگر کا ٹکڑا اس کی آنکھوں کا نور اس کے معبودوں لات و ہبل کے خلاف علم بغاوت بلند کرے۔ چنانچہ اس نے تہیہ کر لیا کہ جب تک سعد اس نئے دین کو چھوڑ کر اپنے آبائی مذہب کی طرف نہیں لوٹے گا نہ وہ کھائے گی نہ پیئے گی اور نہ سایہ میں بیٹھے گی۔ اسی طرح بھوکی پیاسی عرب کی چلچلاتی دھوپ میں تڑپ تڑپ کر جان دے دے گی۔ اسے یہ یقین تھا کہ اس کا بیٹا سعد اس کی اس تکلیف کو ہرگز برداشت نہیں کر سکے گا اور فوراً اس کی مرضی کے مطابق اس نئے مذہب کو ترک کرنے پر مجبور ہو جائے گا۔

> اِنَّهَا مَكَثَتْ يَوْمًا وَلَيْلَةً لَا تَأْكُلُ وَلَا تَشْرِبُ فَأَصْبَحَتْ وَقَدْ خَمِدَتْ ثُمَّ مَكَثَتْ يَوْمًا وَلَيْلَةً لَا تَأْكُلُ وَلَا تَشْرِبُ قَالَ سَعْدٌ فَلَمَّا رَأَيْتُ ذٰلِكَ قُلْتُ لَهَا تَعْلَمِيْنَ وَاللّٰهِ يَا أُمَّهُ لَوْ كَانَ لَكِ مِائَةُ نَفْسٍ تَخْرُجُ نَفْسًا نَفْسًا مَا تَرَكْتُ دِيْنَ مُحَمَّدٍ فَكُلِيْ إِنْ شِئْتِ أَوْ لَا تَأْكُلِيْ فَلَمَّا رَأَتْ ذٰلِكَ أَكَلَتْ۔

"چنانچہ ایک دن اس نے نہ کچھ کھایا اور نہ کچھ پیا۔ جب صبح اٹھی تو ضعف و نقاہت کے آثار اس کے چہرہ سے عیاں تھے۔ دوسرے روز پھر اس نے نہ کچھ کھایا اور نہ کچھ پیا۔ کمزوری میں مزید اضافہ ہو گیا۔ حضرت سعد فرماتے ہیں کہ جب میں نے اپنی ماں کی یہ ضد دیکھی تو میں نے کہا اے ماں! بخدا تم جانتی ہو کہ اگر تیری سو جانیں بھی ہوں۔ اور وہ ایک ایک کر

marfat.com

کے نکلتی جائیں تو پھر بھی میں دین مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں چھوڑوں گا۔ اب تمہاری مرضی کھانا کھاؤ یا نہ کھاؤ۔ پانی پیو یا نہ پیو۔ جب اس نے میرا یہ پختہ عزم دیکھا تو اس نے خود بخود کھانا شروع کر دیا۔" (۱)

۵۔ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ

حضرت صدیق اکبر کی کوششوں سے حضرت طلحہ بن عبید اللہ بھی مشرف باسلام ہوئے۔ نوفل بن عدویہ جو اسد قریش کے لقب سے مشہور تھا اسے جب اس بات کا علم ہوا تو وہ غصہ سے بے قابو ہو گیا۔ اس نے دونوں کو یعنی حضرت صدیق اور طلحہ کو ایک رسی میں جکڑا اور کس کر باندھ دیا۔ وہ دونوں کراہتے رہے لیکن ابن عدویہ کے قوت اور دبدبہ کے ڈر سے ان کے قبیلہ بنو تیم کے کسی فرد کو ہمت نہ ہوئی کہ انہیں آکر چھوڑا دے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا فرمایا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ اکْفِنَا شَرَّ ابْنِ الْعَدَوِیَّۃِ اے اللہ عدویہ کے بیٹے کے شر سے ہمیں بچا۔ حضرت طلحہ کے ایمان لانے کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ طلحہ بُصریٰ کی منڈی میں تجارت کے لیے گئے وہاں خانقاہ میں ایک راہب رہتا تھا اس نے اپنے لوگوں کو کہا کہ دریافت کرو کہ بیرونی تاجروں میں کوئی حرم کا تاجر بھی آیا ہوا ہے۔ میں نے بتایا کہ میں مکہ سے آیا ہوں۔ مجھے اس کے پاس لے گئے۔ اس نے دریافت کیا کہ کیا احمد نامی کوئی شخص تم میں ظاہر ہوا ہے میں نے پوچھا کون احمد؟ اس نے کہا احمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب یہ مہینہ اس کے ظہور کا ہے وہ نبی آخر الانبیاء ہے اس کے ظہور کی جگہ مکہ ہے اور ہجرت گاہ نخلستانوں والی وہ شور زمین ہے۔ خبردار! اس پر ایمان لانے میں تم پر کوئی سبقت نہ لے جائے میرے دل میں اس کی بات بیٹھ گئی۔ میں جلدی سے مکہ لوٹا میں نے پوچھا تو مجھے بتایا گیا کہ محمد بن عبد اللہ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور حضرت ابو بکر آپ پر ایمان لے آئے ہیں۔ میں آپ کے پاس گیا آپ نے مجھے اسلام کے بارے میں بتایا مجھے لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور میں مشرف باسلام ہوا۔ (۲)

یہ بھی عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور اس شش رکنی کمیٹی کے رکن تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ

۱۔ السیرۃ النبویہ از زینی دحلان صفحہ ۱۸۸ جلد اول

۲۔ السیرۃ الحلبیہ صفحہ ۲۶۵ جلد اول

marfat.com

والسلام نے آپ کو طلحہ الخیر اور طلحہ الجود کے لقب سے ملقب فرمایا مہاجرین اولین سے ہیں بدر کے علاوہ تمام غزوات میں شرکت فرمائی آپ کی عمر چونسٹھ سال تھی۔

وَقَبْرُهٗ بِالْبَصْرَةِ مَشْهُوْرٌ يُزَادُ وَيُتَبَرَّكُ

"آپ کا مزار شریف بصرہ میں ہے لوگ تبرک حاصل کرنے کے لئے وہاں حاضری دیتے ہیں۔" (۱)

دوسرے روز خوش نصیبوں کا ایک اور گروہ لے کر حضرت ابو بکر صدیق بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے ان حضرات نے بھی ہادی کونین کے دست ہدایت بخش پر ہاتھ رکھ کر بیعت اسلام کی۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح۔ ابو سلمہ عبداللہ بن عبدالاسد۔ ارقم بن ابی الارقم۔ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہم (۲)

تبلیغ اسلام کا یہ سلسلہ خفیہ طور پر جاری رہا خوش نصیب روحیں جب پیغام حق کو سنتیں تو جس طرح پیاسے، ٹھنڈے اور میٹھے پانی کے چشمے کی طرف کھچے چلے آتے ہیں وہ بھی بے تابانہ وار اس دعوت کو قبول کرنے کے لئے لپکتیں۔ وہ ازلی نیک بخت جن کو "السابقون الاولون" کے زمرہ میں شامل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی ان میں سے چند کے نام بطور تبرک تحریر کئے جاتے ہیں۔

عبیدہ بن حارث۔ سعید بن زید۔ ان کی اہلیہ فاطمہ (حضرت عمر کی ہمشیرہ) اسماء اور عائشہ دختران صدیق اکبر۔ خباب بن الارت۔ عمیر بن ابی وقاص۔ حضرت سعد کے بھائی۔ عبداللہ بن مسعود۔ مسعود بن القاری۔ سلیط بن عمر۔ اور ان کے بھائی حاطب۔ عیاش بن ربیعہ۔ ان کی اہلیہ اسماء۔ خنیس بن حذافہ۔ عامر بن ربیعہ۔ عبداللہ بن جحش اور ان کے بھائی ابو احمد۔ جعفر بن ابی طالب۔ اور آپ کی اہلیہ۔ اسماء بنت عمیس۔ حاطب بن الحارث۔ عثمان بن مظعون کے دو بھائی قدامہ اور عبداللہ وغیرھم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ (۳)

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے من موہنے انداز تبلیغ اور حضور کے یار وفاشعار حضرت صدیق کی کوششوں سے آہستہ آہستہ اسلام، سعید روحوں کو اپنی طرف ملتفت کرتا گیا اور

۱۔ محمد رسول اللہ صفحہ ۷۹ از محمد رضا جلد اول

۲۔ السیرۃ النبویہ لابن کثیر صفحہ ۴۳۹ جلد اول

۳۔ محمد رسول اللہ از محمد رضا صفحہ ۷۹ جلد اول

marfat.com

ان کے دلوں میں نور توحید سے اجالا کر تا گیا یہاں تک کہ داعی حق کی دعوت پر لبیک کہنے والوں کی تعداد اڑتیس ہو گئی اور یہ ساری کوششیں خفیہ طور پر جاری تھیں اور ان کو صیغہ راز میں رکھا جاتا تھا۔

صدیق اکبر کی جوانمردی

اسلام کی ان ابتدائی شاندار کامیابیوں نے کفر و باطل کے ایوانوں میں ایک کہرام مچا دیا اور انہوں نے حق و صداقت کے اس ابھرتے ہوئے آفتاب کی کرنوں کا راستہ روکنے کے لئے پردے تاننے کی مہم کا آغاز کر دیا وہ یہ سمجھتے تھے کہ اس طرح وہ باطل کے اندھیروں کو حق کی ان روپہلی اور تابندہ کرنوں کی یلغار سے بچا سکیں گے۔ جو بالکل ناممکن تھا۔ ان کے جور و ستم کی مہم کا آغاز ایک چھوٹے سے واقعہ سے ہوا۔ جس کو علامہ ابن کثیر کے حوالہ سے ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے۔ علامہ ابن کثیر رقمطراز ہیں

جب مسلمان مردوں کی تعداد اڑتیس ہو گئی تو حضرت ابو بکر نے بارگاہ رسالت پناہ میں عرض کی کہ یا رسول اللہ! اب ہمیں کھل کر میدان میں نکل آنا چاہئے اور تبلیغ اسلام کا فریضہ پوری قوت سے انجام دینا چاہئے۔

حضور نے فرمایا اے ابو بکر! ابھی ہماری تعداد بہت کم ہے حضرت صدیق کا اصرار جاری رہا یہاں تک کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دار ارقم کے حجرہ سے نکل کر حرم شریف کے صحن میں اپنے غلاموں کی معیت میں تشریف لے آئے اور تمام مسلمان مسجد کے کونوں میں بکھر گئے اور اپنے اپنے قبیلہ میں جا کر نشستیں سنبھال لیں۔ جب سب لوگ بیٹھ گئے تو سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی تشریف لے آئے دنیائے اسلام کا سب سے پہلا خطیب صدیق اکبر لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف دعوت دینے کے لئے کھڑا ہوا۔ کافر صدیق اکبر کے اس خطبہ کو سن کر آگ بگولہ ہو گئے اور مشتعل ہو کر ابو بکر صدیق اور باقی مسلمانوں پر حملہ بول دیا اور ان کو خوب مارا اور پیٹا۔ ابو بکر پر تو ان کا غصہ بڑا شدید تھا چنانچہ آپ کو دھکا دے کر زمین پر گرایا اور چڑھ گئے پاؤں سے لتاڑتے اور ڈنڈوں سے زدوکوب کرتے رہے اتنے میں بدبخت عتبہ بن ربیعہ آ گیا اس نے اپنے بھاری بھرکم جوتے اتارے اور ان سے آپ کے چہرے پر پے در پے ضربیں لگانے لگا اور آپ کے پیٹ پر چڑھ کر کودنے لگا آپ کا چہرہ سوج کر پھول گیا یہاں تک

marfat.com

کہ تاک اس سوجن میں نظر ہی نہیں آتی تھی۔
آپ کے قبیلہ بنی تیم کو معلوم ہوا تو انہوں نے مشرکین کو دھکے دے کر حضرت ابو بکر سے دور ہٹایا اور آپ کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر آپ کے گھر لے آئے۔ آپ کی موت میں کسی کو شک نہ تھا۔ پھر بنو تیم مسجد حرام میں واپس آئے اور اعلان کر دیا کہ اگر ابو بکر مر گئے تو ہم عتبہ کو ضرور تہ تیغ کر دیں گے۔ یہ اعلان کرنے کے بعد پھر وہ حضرت ابو بکر کے پاس آئے جہاں وہ مدہوش پڑے تھے آپ کے والد ابو قحافہ اور آپ کے قبیلہ والے آپ کو بلاتے تھے لیکن آپ کوئی جواب نہیں دیتے تھے سارا دن غشی طاری رہی جب سورج غروب ہونے لگا تو آپ کو کچھ ہوش آیا۔ اور پہلا جملہ جو آپ کی زبان سے نکلا وہ یہ تھا کہ مَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مجھے بتاؤ میرے آقا۔ میرے ہادی کا کیا حال ہے۔
یہ سن کر ان لوگوں نے آپ کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا اور ملامت کرنے لگے۔ پھر وہ لوگ وہاں سے واپس جانے کے لئے اٹھے اور آپ کی والدہ ام الخیر کو کہا کہ خیال رکھنا انہیں ضرور کچھ کھلانا پلانا۔ جب والدہ اکیلی آپ کے پاس رہ گئیں اور اصرار کرنا شروع کیا کہ آپ کچھ بولیں۔ آپ نے پھر وہی جملہ دہرایا "مَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ" کہ اللہ کے پیارے رسول کا کیا حال ہے۔ والدہ نے کہا بخدا! مجھے تیرے صاحب کے بارے میں کوئی خبر نہیں کہ ان کا کیا حال ہے۔ آپ نے کہا کہ اماں! ام جمیل بنت خطاب کے پاس جاؤ اور حضور کے بارے میں اس سے دریافت کرو۔
آپ کی والدہ وہاں سے نکل کر ام جمیل کے پاس آئیں اسے کہا کہ ابو بکر تجھ سے محمد بن عبداللہ کے بارے میں پوچھتا ہے اس نے جواب دیا نہ میں ابو بکر کو جانتی ہوں اور نہ محمد بن عبداللہ کو اگر تو پسند کرے تو میں تمہارے ساتھ تمہارے بیٹے کے پاس چلی جاتی ہوں۔ ام الخیر نے کہا بہتر، چنانچہ ام جمیل ان کے ساتھ ان کے گھر آئی۔ دیکھا کہ ابو بکر مدہوش پڑے ہیں اور نزع کی حالت ہے ام جمیل آپ کے قریب گئی اور رونا چیخنا شروع کر دیا اور کہا بخدا جس قوم نے تیرے ساتھ یہ بہیمانہ سلوک کیا ہے بیشک وہ فاسق و فاجر اور کافر ہے اور اللہ تعالیٰ ضرور ان سے انتقام لے گا لیکن صدیق اکبر نے اس سے بھی وہی سوال کیا "مَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ" کہ میرے آقا کا کیا حال ہے ام جمیل نے کہا کہ یہ آپ کی ماں سن رہی ہے آپ نے جواب دیا اس سے ڈرنے کی ضرورت نہیں مطمئن ہونے کے بعد ام جمیل نے کہا سالم صحیح۔ حضور صحیح و سلامت ہیں۔ آپ نے پوچھا۔ حضور کہاں ہیں اس خاتون نے بتایا کہ حضور دار

marfat.com

ابن ارقم میں ہیں۔ اپنے آقا کی خیریت کی خبر سن کر آپ کے (ہوش ٹھکانے لگ گئے) کہا۔ بخدا میں اس وقت تک نہ کچھ کھاؤں گا اور نہ پیوں گا جب تک اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ ناز میں حاضری کا شرف حاصل نہ کروں گویا آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر حضور کی خیریت کے بارے میں اطمینان حاصل کرنا چاہتے تھے ان دونوں خاتونوں نے کچھ دیر انتظار کیا یہاں تک کہ لوگوں کی آمدورفت ختم ہوگئی سناٹا چھا گیا وہ آپ کو لے کر گھر سے نکلیں حضرت صدیق ان پر ٹیک لگائے ہوئے حضور کی بارگاہ میں پہنچے۔

فَاَكَبَّ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَّلَهٗ وَاَكَبَّ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُوْنَ وَرَقَّ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِقَّةً شَدِيْدَةً۔

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت ابو بکر پر جھک گئے اور ان کو بوسے دینے لگے اور مسلمان بھی ان پر جھک گئے اور آپ کی عالت زار کو دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دل رحیم پر بڑی رقت اور گداز طاری ہوا۔"

صدیق اکبر نے عرض کی یا رسول اللہ۔ میرے ماں باپ حضور پر قربان جائیں مجھے کوئی تکلیف نہیں سوائے ان جوتیوں کی ضربوں کے جو عتبہ نے میرے چہرے پر ماری ہیں۔

وَهٰذِهٖ اُمِّيْ بَرَّةٌ بِوَلَدِهَا وَاَنْتَ مُبَارَكٌ فَادْعُهَا اِلَى اللّٰهِ وَادْعُ اللّٰهَ لَهَا عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّسْتَنْقِذَهَا بِكَ مِنَ النَّارِ۔

"یہ میری ماں برہ اپنے بیٹے کے ساتھ حاضر ہے حضور سراپا برکت ہیں اسے اللہ کی طرف بلایئے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں مجھے امید ہے حضور کی برکت سے اللہ تعالیٰ اسے آگ سے نجات دے گا۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں اس کی ہدایت کے لئے التجا کی پھر اسے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی چنانچہ وہ مشرف باسلام ہوگئیں۔

پھر مسلمان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک مہینہ تک دار بنی ارقم میں قیام فرما رہے۔ اور خفیہ طریقہ سے لوگوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتے رہے۔ (۱)

۱۔ السیرۃ النبویہ لابن کثیر ج اول ص ۴۳۹ تا ۴۴۱۔ السیرۃ النبویہ زینی دحلان ج اول ۱۱۔ ۲۱۰

marfat.com

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

قدر آفاقی

وہ صدیقؓ و صادق محبت کے پیکرؓ
رہ صدق و عشق پیمبرؐ کے رہبرؓ
صداقت کی دنیا کے ماہ منورؓ
ابوبکر صدیقؓ صدیق اکبرؓ
خدا ان سے راضی نبیؐ ان سے راضی
ہیں فاروقؓ و عثمانؓ علیؓ ان سے راضی

وفادار خیرالوریٰؐ جان و دل سے
نثار در مصطفےٰ جان و دل سے
غلام شہ انبیاءؐ جان و دل سے
غبار رہ کبریا جان و دل سے
خدا ان سے راضی نبی ان سے راضی
ہیں فاروقؓ و عثمانؓ علیؓ ان سے راضی

علمدار عشق رسولؐ امیں وہؓ
جہان شریعت کے ماہ مبیں وہؓ
طریقت، حقیقت میں عین الیقیں
ہیں سنت کی انگشتری کے نگیں وہ
خدا ان سے راضی نبیؐ ان سے راضی
ہیں فاروقؓ و عثمانؓ علیؓ ان سے راضی

marfat.com

سیدنا صدیق اکبرؓ کی گھریلو زندگی

نواب مشتاق احمد خاں

جس طرح ماہتاب کے گرد ستاروں کا جھرمٹ کرۂ ارض کو روشن کرتا ہے۔ اسی طرح مرکز نور ہدایت ماہتاب رسالت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے آقا اور مولا سے اکتساب ضیاء کر کے واحدانیت کی روشن کرنوں سے چار دانگ عالم میں ضوا فشانی کرتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا بلاشبہ سب سے بڑا معجزہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احکام الٰہی اور اسوہ حسنہ سے عرب کے صحرا نوردوں اور سنگلاخ چٹانوں میں بسنے والے بدووں کے ذہن یکسر بدل ڈالے ایک روحانی اور مادی انقلاب برپا کر دیا اور ایک ایسی سرزمین کو جہاں اخلاقی اقدار بالکل ناپید تھیں تمام عالم انسانی کے لیے ان اقدار کا علمبردار بنا دیا۔ بقول مولانا حالی۔

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی

یہ کیسا انقلاب تھا جس نے غلام اور لونڈیاں رکھنے والے معاشرے میں مساوات کا ایک انمول درس دیا اور ایک حبشی غلامؓ کو وہ عروج اور مرتبہ عطا کیا کہ بڑے بڑے لوگوں کو ان پر رشک آنے لگا۔

فاروقؓ یہ کہتے ہیں وہ آقا ہیں ہمارے
دیکھے تو کوئی اوج بلال حبشیؓ کا

آخر وہ کیا چیز تھی جس نے ”عبدا لکعبہ“ کو صدیق اکبرؓ اور عمر ابن خطاب کو فاروق اعظمؓ بنا دیا۔ یہ سب فیضان نبوت تھا جسے جس کسی نے چھوا یا اس کے پاس سے گذرا وہ پارس بن گیا۔ یوں تو سب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے انوار رسالت سے مستفیض ہو کر بلند مراتب حاصل کیے۔ مگر خلفائے راشدینؓ کا امت کی نظر میں جو مقام اور مرتبہ ہے اس کی رفعت اور

marfat.com

بلندی تصورات کی دنیا سے بھی ماورا ہے۔ وہ بلاشبہ اسلام کے آسماں کے درخشندہ ترین ستارے ہیں۔ ان عظیم المرتبت بزرگوں میں خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ کا مرتبہ سب سے بلند ہے۔ آپ کو نبوت سے پہلے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دوستی کا شرف حاصل تھا۔ نبوت کا اعلان ہوا تو مردوں میں سب سے پہلے دعوت حق کو لبیک کہا۔ معراج نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعہ پیش آیا تو بلا توقف اس کی تصدیق کر دی اور صدیق کا لقب پایا سفر و حضر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمرکابی کی نعمت سے مالا مال ہوئے غار ثور میں رفاقت کی سعادت حاصل کی کیا کہنے ایسی رفاقت کی عظمت کے جس کی شہادت خود کلام الٰہی دے غزوات میں ساتھی رہے اس نماز کی امامت کی جس میں مقتدیوں میں خود حضرت رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم بھی رہے پھر رفیق قبر بن کر ابد الاباد تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت حاصل کر لی۔ اللہ اکبر کیا بلند مقام اور مرتبہ ہے۔ حضرت صدیق اکبرؓ کا۔

؎ ایں سعادت بزور بازو نیست!

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ سچی اور حقیقی بڑائی یونہی نہیں مل جاتی ایسی بزرگی حاصل کرنے والوں کو قدرت کی طرف سے خاص صلاحیتیں ودیعت ہوتی ہیں جن کو بروئے کار لا کر وہ اپنے مقام تک پہنچتے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ کو اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ اسلام لانے سے پہلے وہ اپنی قوم اور قبیلے میں بڑی عزت اور احترام سے دیکھے جاتے تھے اور عام شہرت یہ تھی کہ وہ نہایت پاکباز۔ صادق القول اور دیانتدار تھے۔ صلہ رحمی مہمان نوازی مساکین کی امداد اور یتیموں کی دلدھی جیسے اوصاف حمیدہ ان کی شخصیت کے نمایاں پہلو تھے۔ ایام جاہلیت میں عوام الناس کو شراب نوشی کی ایسی لت پڑی ہوئی تھی کہ وہ اسے پانی کی طرح پیتے تھے۔ مگر صدیق اکبرؓ کی فطری پاکبازی کا یہ بین ثبوت ہے کہ ان حالات میں بھی وہ ہمیشہ اس سے محترز رہے۔ اسی معاشرے میں جہاں گھر گھر بتوں کی پوجا ہوتی تھی وہ ان سے متنفر تھے۔ اس طرح حضرت صدیق اکبرؓ کا قلب مطہرا انجذاب ہدایت کے لیے تیار تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مبارکہ کیا حاصل ہوئی کہ وہ کندن بن گئے۔ اسلام لانے سے پہلے ہی آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے بے حد انس تھا۔ اس کے بعد شب و روز اٹھتے بیٹھتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ۲۰ سالہ رفاقت نے انھیں اس ارفع مقام پر پہنچا دیا جو حیثیت خداوندی سے

marfat.com

آپ کے لیے مقدر ہو چکا تھا۔ اس لیے یہ محض اتفاق ہی نہیں کہ مردوں میں سب سے پہلے صدیق اکبرؓ نے ایمان کی دولت کو اپنے دامن میں سمیٹ لیا۔ ذاتی اوصاف اور جذبہ ایمانی سے آپ کے متعلقین کا متاثر ہونا ایک فطری بات تھی یہ آپ کے خلوص اور حسن تربیت کا فیضان تھا کہ حضرت صدیقؓ کا جذبہ ایمانی اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے گھرانے کے ہر فرد کے رگ و ریشہ میں سرایت کر گیا۔ بلکہ یوں کہئے کہ صدیق اکبرؓ نے اپنے گھرانے کے ہر فرد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لیے بطور خاص تیار کیا تھا جیسا کہ ان کے گھر کے ہر فرد کی زندگی کے حالات سے واضح ہے۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے اپنا تمام گھرانہ اور اپنے اہل و عیال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لیے وقف کر دیئے تھے۔ جب ہجرت کا حکم ہوا اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کے وقت آپ کے گھر تشریف لائے اور فرمایا "جو لوگ اس وقت تمہارے پاس ہیں ان کو ہٹا دو" تو صدیقؓ نے جواب دیا "حضور یہاں آپ کا غیر کون ہے؟ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مطمئن ہو گئے۔ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی معلوم تھا کہ ابوبکرؓ کا گھرانہ میرا اپنا گھرانہ ہے۔

حضرت صدیق اکبرؓ کا تعلق قبیلہ قریش سے تھا سلسلہ نسبت چھٹی پشت میں حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے۔ پیدائش کے وقت والدین نے "عبدا لکعبہ" نام رکھا جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام لانے کے بعد عبداللہ میں بدل دیا۔ ابوبکرؓ آپ کی کنیت اور صدیق اور عتیق آپ کے لقب ہیں آپ زیادہ تر اپنی کنیت اور صدیق کے لقب سے مشہور ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ اپنے والدین کا بہت احترام کرتے تھے ایک روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ اونٹنی پر سوار باہر سے گھر آئے تو آپ کے والد ابو قحافہؓ دروازے پر انتظار میں بیٹھے تھے۔ آہٹ سن کر فرط محبت سے کھڑے ہو گئے۔ آپ یہ دیکھ کر اونٹنی پر سے کود پڑے اور دوڑ کر باپ سے لپٹ گئے اور فرمایا والد بزرگوار آپ اس طرح کھڑے ہو کر مجھے شرمندہ کرتے ہیں۔ آپ کے والد ابو قحافہؓ فتح مکہ تک اپنے آبائی عقائد پر قائم رہے اور اپنے بیٹے کے دین سے والہانہ لگاؤ اور دینی مصروفیتوں سے نالاں رہتے تھے۔ چنانچہ جب حضرت ابوبکرؓ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں ہجرت کے لیے مکہ سے روانہ ہوئے تو باپ بے چینی میں بیٹے کو ڈھونڈنے نکلا۔ راستہ میں ایک جگہ حضرت علیؓ کو گذرتے دیکھ کر شکایتاً کہا "ان بچوں نے

marfat.com

میرے بیٹے کو بھی خراب کر دیا ہے"۔ انہیں اپنے بیٹے کی دریا دلی اور جانثاری سے اس بات کا خدشہ تھا کہ وہ سارا مال و اسباب اپنے ساتھ لے گئے ہوں گے۔ ان کے اس خدشہ کو دور کرنے کے لیے حضرت اسماءؓ نے ایک طاق میں جہاں حضرت ابوبکرؓ درہم رکھا کرتے تھے کچھ کنکریاں رکھ دیں اور انہیں ایک کپڑے سے ڈھانپ دیا۔ پھر دادا کو جن کی بینائی بہت کمزور ہو چکی تھی۔ ہاتھ پکڑ کر لے گئیں اور کہا کہ آپ خود ٹٹول کر دیکھیے لیجئے دادا بزرگوار نے ہاتھ پھیر کر اپنا اطمینان کر لیا۔ حالانکہ صدیق اکبرؓ سفر کی ضروریات کے پیش نظر سب کچھ اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ سوچ اور فکر کے اتنے شدید اختلافات کے باوجود بیٹے نے باپ کی ہر طرح خدمت کی اور یہ گوارا نہ کیا کہ باپ نور ہدایت سے محروم رہے۔ چنانچہ فتح مکہ کے بعد انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے حضورؐ نے فرمایا ابوبکرؓ تم نے انہیں ناحق تکلیف دی میں خود ان کے پاس چلا آتا۔ اس کے بعد وہ حلقہ بگوشان اسلام میں شامل کر لیے گئے ۔ ابو قحافہؓ نے بہت بڑی عمر پائی اور حضرت صدیقؓ کے بعد بھی وہ کچھ عرصہ زندہ رہے اور حضرت ابوبکرؓ اپنی دینی مصروفیتوں اور بعد میں خلافت کی ذمہ داریوں کے باوجود اپنے باپ کی خدمت گذاری کرتے رہے۔

حضرت صدیقؓ کی والدہ محترمہ ام الخیر سلمیٰ ایسے حالات میں مسلمان ہوئیں جب مسلمانوں کی تعداد بہت قلیل تھی اور اپنے دین اور عقائد کے علی الاعلان اظہار کا ابھی وقت نہیں آیا تھا۔ صدیق اکبرؓ کا دینی جذبہ اس رکاوٹ کو برداشت نہ کر سکا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خصوصی اجازت لے کر ایک مجمع عام میں اعلان حق کیا۔ اس پر ان پر تشدد ہوا اور بری طرح زخمی ہو گئے۔ قبیلہ کے چند لوگ بے ہوشی کے عالم میں آپ کو گھر لے آئے۔ وہاں جب بھی آپ ہوش میں آتے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دریافت فرماتے۔ اس حالت میں بیٹے کے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بے تابانہ اظہار اور وارفتگی سے ماں کی ممتا تڑپ اٹھی اور وہ اتنی متاثر ہوئیں کہ اگلے ہی روز بیٹے کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کلمہ پڑھ لیا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ اسلام لانے سے پہلے ایک بڑے کامیاب تاجر تھے۔ آپ کی دیانت اور امانت کا اتنا شہرہ تھا کہ ایام جاہلیت میں خون بہا بھی آپ کے پاس ہی جمع ہوتا تھا۔ اسلام لانے کے بعد آپ نے اپنی تمام صلاحیتیں اپنا وقت اور سارا مال و متاع دین کی خدمت کے لئے وقف

marfat.com

کر دیا۔ اسلام کے ابتدائی دور میں تو مسلمانوں پر بے پناہ مظالم کئے جاتے تھے۔ غلاموں کی حالت سب سے زیادہ قابل رحم تھی۔ صدیق اکبرؓ کا دردمند دل بھلا کیسے برداشت کرتا کہ کلمہ حق کہنے والے بے بس و بیکس بندے ظلم و ستم کا شکار بنتے رہیں۔ چنانچہ آپ نے اللہ کے کئی نیک بندوں کو جو غلامی کا طوق پہنے ہوئے تھے رہائی دلوائی۔ ان رہا ہونے والوں میں سب سے نمایاں شخصیت موذن رسول حضرت بلال حبشیؓ کی تھی۔

خدمت دین میں اپنے مالی وسائل کو وقف کرنے کا یہ عالم تھا کہ ہر موقع پر وہ سب سے پیش پیش ہوتے تھے۔ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کے موقع پر مسلمانوں سے مالی امداد کی اپیل کی تو صدیق اکبرؓ نے گھر کا سب مال و اسباب نچھاور کر دیا۔ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ آئے۔ تو آپ نے جو جواب دیا اسے علامہ اقبال کے الفاظ میں سنیئے:

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسولؐ بس

چونکہ سب سے پہلے خانہ صدیق ہی دین حق کی روحانی شعاعوں سے روشن ہوا تھا۔ اس لئے آپ کے گھر کے بیشتر افراد کے کانوں میں کبھی کفر و شرک کی آواز نہیں پڑی تھی۔ یہ اس خاندان کے لئے بہت بڑی سعادت تھی۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے میں نے اپنے والدین کو مسلمان ہی پایا۔ اس گھرانے کے پاکیزہ ماحول اور صالح تربیت کا ہی اثر تھا کہ کم سنی ہی میں دین حق کی روشنی حضرت عائشہؓ کے رگ و ریشہ میں سرایت کر گئی۔ حضرت عائشہؓ کی یہ بھی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھروں میں ایک دو بار ضرور تشریف لاتے تھے۔ پھر بھلا یہ کیسے ممکن تھا کہ صدیق اکبرؓ کے تربیت یافتہ خاندان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان صحبت کندن نہ بنا دیتا۔ اس لئے جب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کو شرف زوجیت حاصل ہوا تو وہ کم عمری ہی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مزاج شناسی کے علاوہ محرم اسرار و رموز نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بن گئیں اور دین کے فہم اور علوم دینیہ میں ان کا درجہ اتنا بلند ہو گیا کہ بڑے بڑے صحابہ کرام دینی مسائل میں ان سے رجوع فرماتے تھے۔ حضرت عائشہؓ کے علاوہ دوسری اولاد کو بھی صالح تربیت اور فیضان نبوت سے

marfat.com

ایسا ہی جذبہ عطا ہوا تھا۔ حضرت اسماءؓ کی والدہ جو کافرہ تھیں اور جنہیں صدیق اکبرؓ نے اسلام لانے سے پہلے ہی طلاق دے دی تھی اپنی بیٹی کے لئے کچھ تحائف لے کر آئیں۔ حضرت اسماءؓ کو کافرہ ماں سے ان تحائف کو قبول کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس ہوئی اور جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت حاصل نہیں کر لی انہیں قبول نہیں کیا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اپنی اولاد سے بہت محبت تھی۔ مگر باپ کی محبت کبھی اپنے عقائد اور دین کے راستہ میں رکاوٹ نہیں بنی۔ آپ کی تربیت کا انداز ہی کچھ اس قسم کا تھا کہ وہ کسی حالت میں بھی کسی نامناسب رویہ کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ کے بیٹے عبدالرحمٰن نے مہمانوں کو کھانا کھلانے میں ذرا سی تاخیر کر دی۔ آپ نے اس کو مہمانداری کے تقاضے کے منافی سمجھا اور بیٹے کی سختی سے سرزنش کی۔ حضرت عائشہؓ شادی کے بعد بھی باپ سے بہت ڈرتی تھیں۔ ایک مرتبہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا بلند آواز میں گفتگو کر رہی تھیں کہ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ آ گئے اور گفتگو کے انداز کو دیکھ کر برہم ہو گئے اور مارنے کے لئے ہاتھ اٹھایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روک دیا اور حضرت عائشہ کو مخاطب کر کے فرمایا دیکھو میں نے تمہیں بچا لیا۔ اولاد سے محبت کا رشتہ حضرت صدیقؓ کو یقیناً بہت عزیز تھا مگر آپ کی نظر میں اسلام کا رشتہ سب رشتوں سے اولیٰ تھا۔ چنانچہ غزوہ بدر میں آپ کا بیٹا عبدالرحمٰن جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوا تھا کفار کے لشکر میں شامل تھا۔ مسلمان ہونے کے بعد اس نے باپ سے کہا اباجان آپ بدر میں دو تین مرتبہ میری تلوار کی زد میں آ گئے تھے مگر میں نے ہاتھ روک لیا۔ صدیق اکبرؓ نے جواب دیا' بیٹا اگر تم میری تلوار کی زد میں آ جاتے تو میں کبھی نہ چھوڑتا۔

آپ کو یوں تو سب اولاد سے محبت تھی مگر ام المومنین حضرت عائشہ آپ کو خاص طور پر بہت عزیز تھیں۔ آپ نے انہیں تحفہ محبت کے طور پر کچھ جائیداد وقف کر دی تھی۔ دم نزع بیٹی سے پوچھا کہ کیا وہ جائیداد اپنے بھائی بہنوں کو نہیں دیں گی۔ حضرت صدیقؓ کی تربیت یافتہ سعادت مند بیٹی نے بلا توقف کہا بسرو چشم۔ چنانچہ یہ جائیداد سب بھائی بہنوں میں تقسیم ہو گئی۔ حضرت صدیق اکبرؓ کی اولاد کو بھی اپنے محترم باپ سے بہت لگاؤ تھا اور ان کا بڑا احترام کرتے تھے۔ مدینہ پہنچنے کے بعد حضرت صدیقؓ شدید بخار میں مبتلا ہو گئے۔ حضرت عائشہؓ بہت بے چین

marfat.com

اور پریشان ہو گئیں۔ فوراً" حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کرنے کے لئے عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے نہ صرف حضرت صدیق اکبرؓ صحت یاب ہوئے بلکہ اللہ تبارک تعالیٰ نے مدینہ کی آب و ہوا کو مہاجرین کے لئے ہمیشہ کے لئے سازگار بنا دیا۔ اس بیماری میں حضرت عائشہ نے جس جانفشانی اور لگن سے باپ کی خدمت اور تیمارداری کی وہ امت مسلمہ کی نوجوان نسل کے لئے ایک لازوال مثال ہے۔

جس طرح اپنے ذاتی اوصاف اور فضائل کی وجہ سے حضرت صدیق اکبرؓ کا درجہ بہت بلند ہے اسی طرح اسلام کی سربلندی کی خاطر جان و مال کی قربانی دیتے اور اس خارزار راستہ میں مصائب برداشت کرنے میں بھی آپ سب سے آگے تھے۔ اور آپ کی اولاد بھی الحمدللہ اسی جذبہ سے سرشار تھی۔ چنانچہ ہجرت کا حکم ملتے ہی جس جاں نثاری' فدائیت اور بے پناہ لگاؤ سے سارا گھرانہ اس مقدس سفر کی تیاری میں لگ گیا اس کی مثال ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی۔ اس بات کا پہلے سے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اشارہ مل چکا تھا کہ یہ سفر جلد ہی درپیش آنے والا ہے۔ صدیق اکبرؓ پروانہ وار' عواقب اور نتائج سے بے پرواہ اور مادی رشتوں سے بے تعلق ہو کر فوری طور پر تیار ہو گئے۔ آپ نے پیش بندی کے طور پر اس سفر کے لئے دو اونٹنیاں پال رکھی تھیں حکم ملتے ہی ان میں سے ایک آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دی جو اس شرط سے قبول کر لی کہ اس کی قیمت ادا کر دی جائے گی۔ روانگی سے قبل حضرت اسماءؓ نے ساتھ لے جانے کے لئے ناشتہ تیار کیا ان کے جذبہ کا یہ عالم تھا کہ ان کو باندھنے کے لئے جب کوئی چیز نہ ملی تو اپنے پٹکے کو پھاڑ کر اس سے باندھنے کا کام لیا۔ اس واقعہ کی نسبت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ذات النطاقین' کا خطاب دیا۔ جب سفر کا آغاز ہوا تو ہر قسم کی مشقت اٹھانے اور ہر نوع کے خطرہ کا سامنا کرتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں تین دن غار ثور میں قیام فرمایا۔ ان تین دنوں میں یہ انتظام تھا کہ بیٹا عبداللہ صبح سویرے مکہ جا کر وہاں کے حالات پر نظر رکھتا تھا اور غار ثور کے محترم مہمانوں کو وہاں کے ارادوں اور منصوبوں سے آگاہ کرتا تھا۔ عامر بن فہیرہؓ جو حضرت صدیقؓ کے آزاد کردہ غلام تھے رات کے اندھیرے میں غار ثور کے دہانے پر بکریوں کا ریوڑ لے آتے تاکہ معزز مہمانوں کے لئے دودھ کی فراہمی ہو سکے سب سے اہم فریضہ حضرت اسماءؓ کے ذمہ تھا کہ وہ

marfat.com

کھانا پکا کر رات کو وہاں پہنچا دیا کریں۔ دنیا کا عام قاعدہ ہے کہ انسان خطرہ سے گھبراتا ہے اور جب اس سے نبٹنا ناگزیر ہو جاتا ہے تو پھر وہ چاہتا ہے کہ کم از کم اپنی اولاد کو اس آزمائش سے بچا لے۔ سلام ہو حضرت صدیق اکبرؓ کی عظمت پر کہ آپ نے اس موقع پر نہ صرف اپنی جان کی پرواہ نہیں کی بلکہ اپنے بیٹے اور بیٹی کی زندگی اور عزت کی بھی اس اعلیٰ مقصد کے لئے بازی لگا دی اور اللہ کریم رحمتیں نازل کرے اس محترم بیٹی پر جس نے لق و دق جنگل میں ہر قسم کے خطرہ کا سامنا کر کے اپنے مقدس فرض کو انجام دیا۔ ایسا جذبہ رکھنے والی خاتون ہی کی گود میں عبداللہ بن زبیر جیسا جری مرد پروان چڑھ سکتا تھا۔

ہر بڑے آدمی میں کوئی نہ کوئی ایسی خصوصیت ہوتی ہے جو اسے دوسروں سے ممتاز بنا دیتی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ بھی بعض اوصاف سے خاص طور پر متصف تھے۔ ایک نرم دلی اور دوسری ارادہ کی مضبوطی اور قوت ایمانی۔ آپ اپنے سب ساتھیوں اعزا اور احباب کے ساتھ بہت نرمی کا برتاؤ کرتے تھے۔ اور جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے اپنے والدین اولاد اور لواحقین کے لئے سراپا محبت اور شفقت تھے۔ دوسروں کی تکلیف کو دیکھ کر بے قرار ہو جاتے تھے اس طرح وہ رحماء بینھم کے صحیح معنوں میں مصداق تھے۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار فرمایا تھا کہ میری امت میں ابوبکرؓ سب سے زیادہ رحمدل ہیں۔ شاید یہی وجہ تھی کہ اپنے غلاموں کی حالت زار کو دیکھ کر انہیں ننگ انسانیت برتاؤ سے نجات دلوائی۔ اس فطری نرم دلی اور خلق خدا سے ہمدردی کے ساتھ ساتھ وہ اسلام کے بنیادی عقائد اور اصول کے معاملہ میں نیز کفار کے خلاف چٹان کی طرح مضبوط تھے۔ یعنی اشد اعلی الکفار کی عملی تفسیر تھے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد فتنہ ارتداد اور انکار زکوٰۃ جیسے مسائل کا جس بلند ہمتی اور مستقل مزاجی سے مقابلہ کیا اس نے اسلامی تاریخ کا رخ ہی بدل دیا۔ اسوہ صحابہ کا ایک نمایاں پہلو یہ تھا کہ وہ اپنی ضرورت کے وقت بھی کبھی کسی کے سامنے دست سوال دراز نہیں کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اس اصول کی اتنی سختی سے پابندی کرتے تھے کہ کسی معمولی کام میں بھی کسی سے درخواست نہیں کرتے تھے۔ اونٹنی کی سواری میں اگر آپ سے لگام گر جاتی تھی تو اونٹنی کو روک کر خود اتر کر اسے اٹھاتے تھے جب لوگ کہتے کہ آپ نے ہم سے کیوں نہیں کہا تو فرماتے تھے کہ میرے حبیبؐ نے فرمایا ہے کہ کسی سے کچھ نہ مانگ۔

marfat.com

حضرت ابو بکرؓ کے انفاق مال کا اعتراف خود حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بکرؓ کے مال نے جو مجھ کو نفع پہنچایا وہ کسی اور کے مال نے نہیں پہنچایا۔ وہ ان محترم بزرگوں میں سے تھے جو قوم اور ملت کا ایک پیسہ بھی اپنی ضرورت سے زائد وصول کرنا مناسب نہیں سمجھتے تھے۔ ایک روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ کی اہلیہ نے حلوہ کھانے کی خواہش کا اظہار کیا۔ آپ نے فرمایا اس کی لاگت کی رقم میرے پاس نہیں۔ بیوی نے کہا وہ اپنے نفقہ میں سے بچا کر اس کا انتظام کر لیں گی۔ آپ نے فرمایا کہ ایسی بچت جو آپ کے اخراجات سے زیادہ ہو بیت المال میں جمع کرا دی جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ بلکہ آئندہ کے لئے بھی اسی نسبت سے نفقہ میں کمی کرا دی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی عظمت کی دلیل اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتی ہے کہ انتقال سے پہلے آپ نے دریافت فرمایا کہ خلافت کے زمانہ میں آپ نے کتنی رقم بطور وظیفہ وصول کی۔ یہ بہت تھوڑی رقم بنتی تھی مگر آپ نے ہدایت کی کہ ان کی مملوکہ زمین کو فروخت کر کے یہ رقم بیت المال کو واپس کی جائے۔ اسی طرح یہ بھی دریافت فرمایا کہ خلیفہ ہونے کے بعد آپ کے ذاتی مال میں کتنا اضافہ ہوا ہے۔ جواب دیا گیا کہ ایک غلام جس کا کام مسلمانوں کی تلواروں کو صیقل کرنا تھا۔ ایک اونٹنی جو غریبوں اور بیواؤں کے لئے پانی لانے کے کام آتی تھی اور ایک چادر۔ فرمایا کہ مجھے ان چیزوں کو رکھنے کا کوئی حق نہیں اس لئے میری وفات کے بعد یہ تینوں چیزیں میرے جانشین کے حوالے کی جائیں۔ جب حضرت عمر کو یہ چیزیں پہنچائی گئی تو ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا ابو بکرؓ تم اپنے جانشین کے لئے کام بہت سخت کر گئے ہو۔ یہ واقعہ ہمارے معاشرے کے ہر دور میں حکمرانوں کے لئے ایک انمول درس ہے۔

کسی انسان کے کردار کا صحیح اندازہ اس کی گھریلو زندگی سے ہوتا ہے۔ گھر سے باہر اس کا اصل کردار ظاہرداری اور نفع کے پردہ میں چھپا رہتا ہے۔ اس لئے کسی شخص کی سیرت اور کردار کی جانچ کے لئے اس کی گھریلو زندگی کا بغور مطالعہ بہت ضروری ہے۔ خلیفہ اولؓ کی گھریلو زندگی آپ کی سرکاری زندگی کی طرح اعلیٰ و ارفع ہے اور رہر قدم پر امت کو درس حیات دیتی ہے۔ یہ گھریلو زندگی حضور سرور کائنات کے اسوہ حسنہ کے مطابق استوار ہوئی تھی۔ اس میں والدین کا احترام، اولاد سے محبت اور شفقت کا اظہار، غلاموں سے ہمدردی، ہمسایوں سے موانست کا سلوک،

marfat.com

خدمت خلق کا جذبہ اور مہمان نوازی یہ سب باتیں ملتی ہیں۔ ان سب اوصاف کے ساتھ قوت ایمانی، خدا خوفی، اصول پسندی، ایثار، انکسار و عاجزی آپ کی حیات طیبہ کے نمایاں پہلو ہیں جو رہتی دنیا تک امت کے لئے خضر راہ ثابت ہوں گی۔

ماہنامہ نور اسلام

چشمہ فیض غلام اللہؒ کا ماہ مبیں
فیض پاش حضرت شیر محمدؒ بالیقیں
حضرت فخر المشائخ کی کرم پاشی کا نور
دھوم ہے جس نور کی پھیلی ہوئی نزدیک و دور
نور ہیں اوراق اس کے لفظ نورانی تمام
اس کا ہر مضمون ہے گویا نور ایمانی تمام
مقصدیت اس کی ہر ہر دل میں کھبتی جائے ہے
دل نوازی، نرم خوئی، اہل دل کو بھائے ہے
ہو رہے ہیں باغی و سرکش بھی اب اس کے اسیر
فیض پاتے ہیں اب اس سے کیا امیر اور کیا فقیر
یہ رسالہ ہے علمبردار عشق مصطفیٰؐ
جس کا مقصد ہے نفاذ شرع حق، دین ہدیٰ
کفر کے طوفان اسے ہرگز بجھا سکتے نہیں
اہل باطل بھی اسے نیچا دکھا سکتے نہیں
یہ جریدہ درحقیقت نور ہے اسلام کا
قدسیوں کا دلربا، محبوب خاص و عام کا

قدر آفاقی

marfat.com

نہایت مناسب داموں میں اعلیٰ معیار کیساتھ
ہر فینسی ورائٹی کا جدید مرکز
ہر قسم کی چھپائی کا بہترین مرکز
الطاف زری اینڈ وول ہاؤس
ہمارے ہاں سے
ہر قسم کا نائیلون کا
گوٹہ
نقشی
تلہ
گلے
کناری
فیبرک پلینٹ
اور ڈبکا
بازار سے بارعایت خرید فرمائیں
آپ کا اعتماد ہمارا اعزاز
آپ کی خدمت ہمارا شعار
الطاف زری اینڈ وول ھاؤس
فون نمبر
(042)
9821941
مین بازار چونگی امر سدھو لاہور

ملکی گندم سے تیار شدہ دیسی آٹا

شیر مارکہ آٹا

MT

وزن 10 KG

میاں عبدالوحیدؒ

سرتاج فلور ملز۔ جی ٹی روڈ لاہور

فون: 6544282-6544633-6541917

marfat.com

امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محمد اویس ندیم، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

ولادت باسعادت:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سنہ ولادت حدود 571ء-572ء ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے عمر میں اڑھائی برس چھوٹے تھے۔ گویا آپ عام الفیل کے اڑھائی برس بعد پیدا ہوئے۔ یعنی ہجرت سے پچاس برس چھ مہینے پہلے 1۔

سیدنا حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ام القریٰ مکہ معظّمہ میں عام فیل سے (یعنی وہ سال جس میں ابراہۃ الاشرم حاکم یمن نے ہاتھیوں کی فوج لے کر مکہ پر چڑھائی کی تھی) دو سال چھ ماہ بعد اور آغاز ہجری سے پچاس سال اور چھ ماہ قبل 871 عیسوی میں بروز شنبہ پیدا ہوئے۔ اس طرح حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکارِ دو عالم ﷺ سے اڑھائی سال عمر میں چھوٹے ہیں 2۔ علامہ محمد انور قمر شرقپوری مؤلف شجرہ طیبہ نقشبندیہ مجددیہ، آستانہ عالیہ شرقپور شریف تحریر کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ 50 ق میں پیدا ہوئے۔ آپ کا اصل نام عبدالکعبہ تھا مگر حضور ﷺ آپ کا نام عبداللہ رکھا۔ ابو بکر آپ کی کنیت ہے

صوفی محمد ابراہیم قصوری رحمۃ اللہ علیہ مؤلف خزینہ معرفت تحریر کرتے ہیں کہ حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت سالِ فیل سے دو سال اور کچھ کم چار مہینہ کے بعد ہوئی اور ساتویں پشت میں آپ کا نسب رسول اللہ ﷺ سے ملتا ہے۔

ابتدائی حالات:

آپ مکہ معظّمہ میں پیدا ہوئے۔ وہیں پرورش پائی۔ وہیں جوان ہوئے۔ اپنی

marfat.com

برادری میں سب سے زیادہ مالدار تھے۔ قبولِ اسلام کے وقت آپ کے پاس چالیس ہزار دینار تھے جو تمام تبلیغ و اشاعت دین اسلام پر خرچ کر دیئے۔ آپ کا پیشہ تجارت تھا۔ تجارت کے سلسلہ میں آپ کئی بار ملک شام و یمن میں تشریف لے گئے۔ پہلا سفر تجارت اٹھارہ برس کی عمر میں کیا۔ زمانہ جاہلیت میں بڑے پیمانے پر کپڑے کی تجارت کرتے تھے۔

اپنی قوم میں صاحبِ عزت و مرتبت تھے۔ عرب قبائل میں باقائدہ کوئی بادشاہ نہیں ہوتا تھا۔ قریش سب سے ممتاز تھے۔ اس لئے اس قبیلہ کی مختلف شاخوں نے مختلف خدمات اپنے اپنے ذمہ لے رکھی تھیں۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ عقل و فہم، اصابت رائے اور حلم و بردباری میں مشہور تھے۔ اس لئے اشفاق کی خدمات ان کے سپرد تھیں یعنی اگر کوئی حقیقتاً قتل ہو جاتا تو قاتل سے دیت یا خون بہا لینے کا معاملہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے متعلق ہوتا تھا۔ اگر آپ قاتل کی طرف سے ضامن بن جاتے تو اس کا اعتبار ہوتا تھا۔ کسی اور کی ضمانت آپ کے مقابلہ میں معتبر نہ تھی علم الانساب واخبار کے ماہر تھے۔ ایک روایت ہے کہ آپ شعر بھی کہتے تھے۔ مگر قبولِ اسلام کے بعد شعر گوئی ترک کر دی تھی۔ ابن سعد نے آنحضرت ﷺ کے مرثیہ میں آپ کے کچھ اشعار نقل کیے ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی فطرت چونکہ سعید تھی۔ اس لئے آپ عہد جاہلیت میں بھی اخلاقِ حمیدہ سے متصف تھے۔ زمانہ جاہلیت میں بھی کبھی آپ نے ام الخبایث (شراب) کو کبھی منہ نہیں لگایا اور شراب نوشی سے سخت نفرت تھی۔ جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں ابونعیم کے حوالہ سے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ قول نقل کیا ہے کہ "لقد حرم ابوبکر الخمر علی نفسہ فی الجاهلية" 3

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ زمانہ جاہلیت میں بھی شراب اپنے اوپر حرام کر رکھی تھی۔ ابن عساکر نے ابوالعالیہ سے نقل کیا ہے کہ ایک بار صحابہ کرام رضوان اللہ

marfat.com

علیہم اجمعین نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ نے بھی زمانہ جاہلیت میں شراب نوشی کی تھی تو آپ نے فرمایا بخدا میں نے کبھی شراب نوشی نہیں کی۔ چونکہ شراب نوشی سے عزت و آبرو ختم اور مروت جاتی رہتی ہے۔ اس واقعہ کی اطلاع جب حضور ﷺ کو ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سچے ہیں۔ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سچے ہیں''۔ کبھی آپ قمار کی مجلس میں شریک نہ ہوئے۔ کبھی کسی بت کے آگے سر نہیں جھکایا۔ حالانکہ شراب، جواء اور بت پرستی عربوں کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ غریبوں کی خبر گیری، بے کسوں اور اپاہجوں کی مدد، مسافر نوازی اور مہمانوازی آپ کے خاص خواص تھے۔ اسلام سے مشرف ہوئے تو ان اوصاف پر اور جلا ہوئی۔ آپ مکارم، محامدِ اخلاق کے پیکر اتم بن گئے 4

آپ کا پیشہ تجارت تھا۔ آپ نہایت بااخلاق، ذکی الطبع، سلیم الفطرت اور صاحبِ خلق و مروت تھے۔ شرفائے عرب میں آپ کو ممتاز مقام حاصل تھا۔ آپ رسولِ خدا ﷺ کے تقریباً ہم عمر تھے۔ لہٰذا ایک دوسرے کی طباع میں بہت رسوخ حاصل تھا۔ قبولِ اسلام کے بعد آنحضرت ﷺ کے دستِ راست بن گئے۔ راہِ خدا میں ایثار و قربانی میں آپ پر کوئی بھی سبقت نہ لے جاسکا۔ حضرت عثمان بن عفان، زبیر بن عوام، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، ابو عبیدہ بن جراح اور حضرت عثمان بن مطعون رضوان اللہ عنہم اجمعین جنہیں حضور نبی کریم ﷺ نے دنیا ہی میں جنت کی بشارت دے دی تھی۔ آپ کی سعی پیہم سے ایمان وایقان کی بلندیوں سے سرفراز ہوئے۔ آپ ایمان لانے کے بعد ظلم و استبداد کے مقابل میں کوہِ گراں کی مانند ڈٹے رہے۔ آپ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور متعدد غلاموں کو جو اسلام لانے کی پاداش میں تشدد کا نشانہ بنے ہوئے تھے خرید کر آزاد فرمایا۔ ہجرت نبوی کے وقت آپ آنحضرت کی مصاحبت میں رہے۔ ہجرت کے بعد مسجد نبوی کے لئے زمین خرید کر وقف کی۔ طائف، بدر، احد، بنی مصطلق، حدیبیہ،

marfat.com

خیبر، حنین اور فتح مکہ کے معرکوں میں رسالت مآب ﷺ کی معیت کا شرف ملا اور ناقابلِ فراموش خدمات سرانجام دیں5

صوفی محمد ابراہیم قصوری رحمۃ اللہ علیہ مؤلف خزینہ معرفت سیدنا حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے حالاتِ زندگی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ کی اٹھارہ سال کی عمر تھی کہ جب پیغمبر خدا ﷺ کی صحبت سے مشرف ہوئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ سورہ الاحقاف حتی اذا بلغ اشدہ وبلغ اربعین سنۃ۔ ترجمہ: یہاں تک کہ جب اپنے زور کو پہنچا اور چالیس برس کا ہوا (الاحقاف:۱۵) شانِ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ میں نازل ہوئی اور قصہ اُس کا یہ ہے کہ جب سیدنا حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی عمر بیس برس کی ہوئی تو ہمراہ رسالتمآب ﷺ کے بقصد تجارت شام کی طرف گئے اور ایک بیری کے درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے۔ اس بیری کے درخت کے قریب ایک درویش کتابی (اہلِ کتاب؛ یہودی؛ نجومی؛ راہب) رہتا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اس یہودی کے پاس گئے۔ اس یہودی نے آپ سے پوچھا کہ بیری کے درخت کے نیچے کون تشریف فرما ہے۔ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے جواباً کہا کہ محمد ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب۔ اس راہب (نجومی) نے کہا واللہ یہ نبی ہیں۔ حضرت عیسےٰ ابن مریم علیہ السلام کے بعد اس بیری کے درخت کے سایہ کے نیچے کوئی نہیں بیٹھا مگر محمد نبی ﷺ۔ سو یہ کلام اسی وقت سے سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں جم گیا اور نقش فی الحجر ہو گیا اور اسی دن سے سیدنا حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے حضرت محمد ﷺ کی صحبت اور محبت اختیار کی یہاں تک کہ چالیس برس کے ہوئے6

قبول اسلام:

ایمان لانے کے وقت سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی عمر

marfat.com

مبارک اڑتالیس برس کی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ ایک روز قبل بعثت رسول اللہ ﷺ کو میں نے خواب میں دیکھا کہ نورِ اعظم آسمان سے بامِ کعبہ پر اترا ہے۔ پھر تمام مکہ کے گھروں میں پھیل گیا ہے۔ بعد ازاں وہ نور ایک جگہ جمع ہوگیا ہے اور میرے گھر میں آگیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ صبح اٹھ کر اس خواب کو میں نے ایک احبار (یہودیوں کا عالم) سے بیان کیا تو اس نے کہا یہ خواب خیال ہے۔ چند سال بعد میرا سفر پر جانے کا اتفاق ہوا اور ایک جگہ ایک راہب سے اس خواب کی تعبیر پوچھی۔ اس راہب نے کہا کہ تم کون ہو۔ مَیں نے کہا کہ مَیں ایک قریش ہوں۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ایک پیغمبر پیدا کرے گا۔ اُس کی حیات میں تم اس کے وزیر ہوگے اور اس کے بعد اس کے خلیفہ۔ چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ معبوث ہوئے آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تو سیدنا حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بلا تامل اور بلا ایک لمحہ توقف کیئے اسلام قبول کرلیا۔ جناب پیغمبرِ خدا ﷺ آپ کے فضائل لوگوں سے بیان کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ تم میں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں یہ فرق ہے کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اسلام بلا حجت قبول کیا اور تم نے با حجت۔ جس وقت سے آپ نے اسلام قبول فرمایا سفر و حجر میں کبھی حضور ﷺ سے بلا اجازت علیحدہ نہیں ہوئے [7]

عتیق کہلانے کی وجہ:

طبری نے ایک روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ تین بھائی تھے اور ان کے نام عتیق، معتق، معیتق تھے لیکن جامع الترمذی میں ہے کہ ایک روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ جناب رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے آپ کو دیکھ کر فرمایا کہ انت عتیق اللہ من النار (تم اللہ کی طرف سے دوزخ سے آزاد ہو)

marfat.com

ابن اثیر نے یہ وجہ لکھی ہے کہ قیلہ عتیق لرقۃ حسنہ وجمالہ یعنی حسن و جمال کی خوبی کے باعث آپ کو عتیق کہتے تھے۔ لغوی معنی کے اعتبار سے یہ دونوں توجیہات درست معلوم ہوتی ہیں کیونکہ عتیق معنی ہیں آزاد وخوبصورت کے 8

صدیق کہلانے کی وجہ صدیق:

آپ کا دوسرا لقب ہے۔ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے شبِ معراج جبرائیل امین علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ میری قوم میں اس واقعہ کی تصدیق کون کرے گا تو انہوں نے جواب دیا کہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کریں گے۔ وہ صدیق ہیں۔ مستدرک نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ مشرکین مکہ آپ کے والد ماجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے تمہارا دوست کہتا ہے کہ گزشتہ شب آسمانوں کی سیر کر کے آیا ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ میرے والد ماجد نے فرمایا: ''کیا تم کہتے ہو یا حضور ﷺ نے ایسا فرمایا ہے'' ؟ وہ بولے ہاں ہاں تمہارا دوست یوں کہتا ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ میرے والد ماجد سیدنا حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا سرکارِ دو عالم ﷺ بالکل سچے ہیں۔ اگر آپ ﷺ صبح و شام ایسی خبریں دیں تو بلا تردد تصدیق کر دوں گا۔ اس کے بعد آپ لقب صدیق سے مشہور ہو گئے 9

سب سے پہلا مسلمان:

ابن سعد کی روایت کے مطابق نبی کریم ﷺ پر سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ بالغ مردوں میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بچوں میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عورتوں میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سب سے اوّل اسلام لائے 11

حضرت سیّدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت:

سیّدنا حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت کے منصب پر مہاجرین وانصار کے

marfat.com

اتفاق رائے سے فائز ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد سے چند مقررین نے اپنی تقریروں میں کہا کہ ایک امیر ہم میں سے اور ایک تم سے ہو لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (اس کے جواب میں) فرمایا: ''اے گروہ انصار! کیا تم واقف نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امامت کرنے کا حکم دیا تھا''؟ انصار نے یک زبان ہو کر کہا ہاں! یہ سچ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ بتاؤ سیّدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آگے بڑھنے کو کس کا جی چاہتا ہے (کون ہے جو سیّدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آگے بڑھے؟) انصار نے کہا کہ معاذ اللہ! ہم سیّدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آگے بڑھیں۔

ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''تم میں سے کس کا جی چاہتا ہے کہ سیّدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جس مقام پر رسول اللہ ﷺ نے کھڑا کیا تھا وہاں سے اُن کو ہٹا دے''۔ پس مہاجرین، انصار کے ساتھ متفق ہو گئے۔ سب نے سیّدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ان میں سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ اسی لیے صحیح روایت میں کہا گیا ہے کہ جب سیّدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی گئی تو آپ تین دن تک مسلسل کھڑے ہو کر اعلان فرماتے رہے۔ اے لوگو! مَیں اپنی بیعت کو واپس لیتا ہوں۔ کیا کوئی شخص ایسا ہے جس نے مجبوراً میری بیعت کی ہے؟

اس پر سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''ہم آپ کے عہد کو نہیں توڑتے۔ نہ اپنی بیعت واپس لیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو مقدم کیا ہے تو کون آپ کو پیچھے کرے گا''۔

معتبر راویوں نے روایت کی ہے کہ سیّدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت کے سلسلے میں تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ

marfat.com

للکریم کا موقف زیادہ سخت تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ جنگِ جمل کے بعد حضرت عبداللہ بن الاکوع، حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ الکریم کے پاس آئے۔ پوچھا کیا نبی اکرم ﷺ نے اس (خلافت کے) سلسلے میں آپ سے کوئی وعدہ فرمایا تھا؟ آپ نے جواب دیا ہم نے اپنے معاملے میں غور کیا تو دیکھا کہ نماز، اسلام کا بازو (قوت) ہے۔ پس ہم دنیا کے لیے اسی بات پر راضی ہوئے جسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے ہمارے دین کے لیے پسند فرمایا۔ وہ یوں کہ نبی پاک ﷺ نے اپنی علالت کے دنوں میں سیّدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرض نماز پڑھانے کے لیے اپنا نائب بنایا۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ہر نماز کے وقت آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ نماز کی طلاع کرتے تو آپ ﷺ فرماتے: ''سیّدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں''۔ نبی کریم ﷺ اپنی حیاتِ طیّبہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے سیّدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی شان میں اس قسم کی گفتگو فرماتے جس سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر واضح ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے بعد سیّدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، خلافت کے زیادہ حقدار ہیں۔

ابن بطہ کی ایک روایت ہے جو اپنی سند کے ساتھ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: بارگاہِ نبوی میں عرض کیا گیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم آپ ﷺ کے بعد کس کو اپنا امیر بنائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم سیّدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو اپنا امیر بناؤ گے تو انہیں دنیا میں امین وزاہد اور آخرت سے رغبت رکھنے والے پاؤ گے۔ اگر تم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو اپنا امیر منتخب کرو گے تو انہیں مضبوط اور اگر سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو اپنا امیر چنو گے تو انہیں ہدایت دینے والے اور ہدایت یافتہ پاؤ گے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے

marfat.com

سیّدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت پر اجماع کیا"۔

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک دوسری روایت ہے کہ سیّدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت واضح نص اور اشارہ دونوں سے ثابت ہے۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور محدثین کی ایک جماعت (رحمہم اللہ) کا یہی مسلک ہے۔ اس روایت کی وجہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث روایت کردہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب مجھے آسمان کی طرف معراج کرایا گیا تو مَیں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سوال کیا کہ میرے بعد سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بنادے۔ اس پر فرشتوں نے کہا اے محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ جو چاہے کرتا ہے لیکن آپ ﷺ کے بعد سیّدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوں گے"۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کی نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میرے بعد سیّدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوں گے لیکن آپ تھوڑا عرصہ ہی ٹھہریں گے"۔

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے دنیا سے تشریف لے جانے سے پہلے مجھ سے یہ وعدہ کیا کہ سیّدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے بعد مسلمانوں کے امیر ہوں گے۔ پھر حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر ہوں گے 12۔

سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد اور والدہ دونوں صحابی تھے۔ یہ آپ کی خصوصیت ہے کہ آپ کے خاندان کی چار پشتوں نے عہدِ رسالت کو دیکھا۔ حضور ﷺ کا فیضِ صحبت پایا 13۔

marfat.com

علمائے سیر و محدثین کا اس امر پر اتفاق ہے کہ سیّدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبولِ اسلام سے لے کر تا وصالِ نبوی ﷺ سفر و حضر میں ہمیشہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ رہے۔ ہجرت کی رات اہل و عیال کو چھوڑ کر رضائے الٰہی کے لیے رسول اللہ ﷺ کی رفاقت اختیار کی۔ غارِ ثور میں پہلے داخل ہو کر اس کی صفائی کی۔ پھر اپنے محبوب و محترم کو داخل کیا۔ اس سفرِ مقدس میں تمام حضرات کو مُول لے کر جان نثاری کا حق ادا کیا۔ جب تک غارِ ثور میں رہے آپ کی صاجبزادی حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر سے کھانا پکا کر لاتی رہیں اور حضور اکرم ﷺ کو کھلاتی رہیں۔ آپ کے صاجبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو غار کے منہ پر پہرہ دیتے رہے۔ دن کو قریش مکہ کی مجالس میں بیٹھ کر اسلام کے خلاف منصوبے معلوم کر کے رات کو آ کر رسول اللہ ﷺ کو آگاہ کرتے۔ آپ کے غلام حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی جنگل میں آپ کی سواری کے اونٹ چراتے۔ شام کو اونٹنی کا دودھ دوہ کر پیش کرتے۔ گویا کہ آپ کا پورا خاندان حضور اکرم ﷺ کا خدمت گزار اور وفادار تھا۔ اس کے علاوہ جنگِ بدر میں حضور اکرم ﷺ کی پاسبانی کا فریضہ سرانجام دیا۔ آج بھی روضہ میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ آرام فرما رہے ہیں 14۔

سیّدنا حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چند خصوصیات:

نگاہِ نبوی ﷺ جن خوش قسمت انسانوں کو اپنے التفات سے نوازا ہے۔ ان میں ایک سیّدنا حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپ اسلام کے وُہ بطلِ جلیل ہیں جن کو مردوں میں پہلا مسلمان ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپ اتنی جامع شخصیت ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد آپ کی افضیلت پر اُمت کا اجماع ہے۔ آپ کے خاندان کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ کی مسلسل چار پشتوں نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت پاک سے فیض حاصل کیا۔ وُہ اس طرح کہ آپ کے والد محترم حضرت عثمان ابوقحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

marfat.com

صحابی، آپ خود صحابی، آپ کے بیٹے محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے پوتے ابو عتیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی...... اسلام میں سب سے پہلے حافظِ قرآن اور خواتین میں آپ کی صاحبزادی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حافظِ قرآن...... سب سے پہلے آپ ہی نے قرآن مجید جمع کیا......... غزوہ تبوک رسول اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں زمانہ کے لحاظ سے آخری تیاری اور سامان کے لحاظ سے سب سے بڑا اور حریف کی شوکت کے اعتبار سے سب سے اہم غزوہ تھا۔ اس غزوہ میں لشکرِ اسلامی کا سب سے بڑا منصب ''صاحب اللواء'' سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہی عطا ہوا......... سنہ ۹ھ میں رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کو اپنا قائم مقام اور امیرِ حج مقرر فرما کر مکہ معظمہ بھجا اور حکم دیا کہ منیٰ میں اعلان کر دیں کہ اس سال کے بعد خدا کے گھر میں اس کے باغیوں کے لیے کوئی گنجائش نہیں۔ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو آپ ہی کی زیرِ سیادت سورہ براۃ کی آیات جو اسی زمانہ میں نازل ہوئی تھیں سنانے کے لیے مامور فرمایا۔ یہ حج، حجِ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے ہی تاریخ میں مشہور ہے......... مرضِ وفات میں جماعتِ صحابہ کی امامت کے لیے سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ترجیح دی۔ جب سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عدم موجودگی کی وجہ سے بعض صحابہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آگے بڑھا دیا۔ اُن کی آواز جو کافی بلند تھی حضور اکرم ﷺ کے کانوں تک پہنچی تو آپ ﷺ نے غصے ہو کر فرمایا: ''نہیں، نہیں۔ ابن ابی قحافہ (سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہی نماز پڑھائیں۔ جس قوم میں سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود ہوں کسی اور کو امامت زیب نہیں دیتی''۔ یہ وہ اوصاف ہیں جو سوائے سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی صحابیِ رسول کو حاصل نہیں 15

marfat.com

حوالہ جات

1 مختصر اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور (پاکستان) ص ۵۱

2 صوفیائے نقشبند..........................از حکیم سیّد امین الدین احمد......ص ۳۲

3 صوفیائے نقشبند..........................از حکیم سیّد امین الدین احمد......ص ۳۰۔۳۱

4 صوفیائے نقشبند..........................از حکیم سیّد امین الدین احمد......ص ۳۱۔۳۲

5 حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ......از محمد حسین ہیکل...... ص ۴۶

6 خزینہ معرفت..........................از صوفی محمد ابراہیم قصوری ...... ص ۳۰۔۳۱

7 خزینہ معرفت..........................از صوفی محمد ابراہیم قصوری.......... ص ۳۰۔۳۱

8 صوفیائے نقشبند..........................از حکیم سیّد امین الدین احمد......ص ۳۱۔۳۲

9 صوفیائے نقشبند..........................از حکیم سیّد امین الدین احمد......ص ۳۱۔۳۲

11 مختصر اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور.......... ص ۵۲

12 غنیۃ الطالبین..........................از حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ...... ص ۹۴۔۹۵

13 مختصر اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور.......... ص ۵۱

14 صوفیائے نقشبند..........................از حکیم سیّد امین الدین احمد......ص ۳۵۔۳۶

15 صوفیائے نقشبند..........................از حکیم سیّد امین الدین احمد......ص ۳۶۔۳۷

تو فاتح مکہ ہے
ہے ھو تیرا نغمہ کر

تو محب عالم ہے
ہر امر تیرا دلبر

تجھے در کا ہو ہو جائے
پھرتا نہیں در در

marfat.com

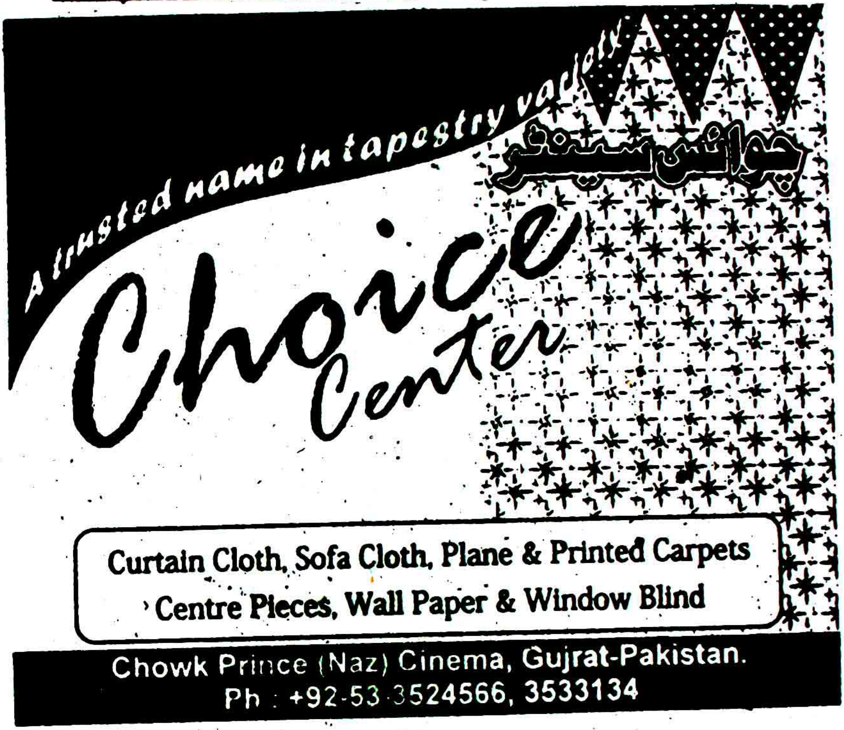
A trusted name in tapestry variety
چوائس سینٹر
Choice Center
Curtain Cloth, Sofa Cloth, Plane & Printed Carpets
Centre Pieces, Wall Paper & Window Blind
Chowk Prince (Naz) Cinema, Gujrat-Pakistan.
Ph : +92-53-3524566, 3533134

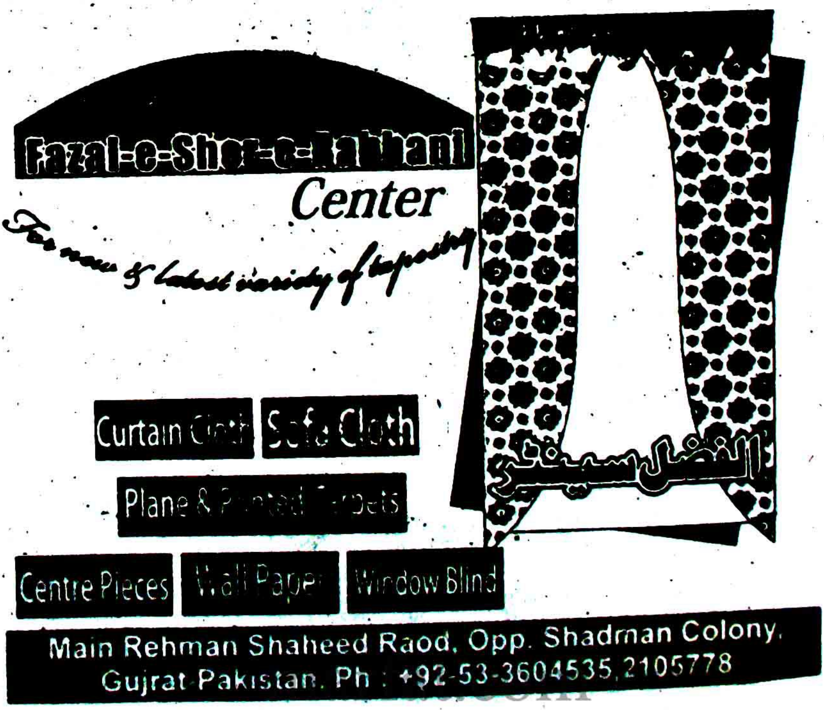
Center
Sofa Cloth
Centre Pieces
Wall Paper
Window Blind
الفضل سینٹر
Main Rehman Shaheed Raod, Opp. Shadman Colony.
Gujrat-Pakistan. Ph : +92-53-3604535,2105778

وقت کے تقاضوں کی تکمیل...

ہمدرد ایک صدی سے زیادہ نہ صرف آپ کے دکھ اور تکلیف میں فرحت و تسکین بخش رہا ہے بلکہ آپ کا ہمدم اور خیر خواہ بھی ہے۔ انسانیت کی خدمت اور پرورش کے لئے نہایت وسیع اقسام کی ہربل اور طبی مصنوعات موجود ہیں، جو صحت بخش ہونے کے ساتھ شفا بخش بھی ہیں۔

ہمدرد اس دور کے تقاضوں کی تکمیل، ترقی یافتہ سائنسی طریقوں کی مدد سے کرنے کے لیے سرگرم کار ہے۔

صحت انسانی کی بقا، اور بیماریوں کے اس سفر کے ساتھ ساتھ "ہمدرد" نے انسان دوست ادارے کی حیثیت سے تعلیم اور ثقافت کے فروغ میں بھی کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں۔

SGS ہمدرد SGS

ہمدرد لیباریٹریز (وقف) پاکستان

ISO 9001: 2008 & ISO 22000: 2005 CERTIFIED

Al-Majeed, Hamdard Centre, Nazimabad No. 3, Karachi-74600, Pakistan. Tel: (+9221) 36616001-4, Fax: (+9221) 36611755, Email: hamdoffice@hamdard.com.pk.
Website: www.hamdard.com.pk

Blitz DDB

marfat.com

اتباعِ سنت کی روشن مثال

ظہور احمد اختر قاضی

لفظ "سنت" کا اطلاق ہر اس قول، فعل اور تقریر پر ہوتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کی طرف منسوب ہو اور آپ صلی اللہ علیہ و سلم سے منقول ہو کر ہم تک پہنچا ہو۔ اس معنی کی رو سے سنت لفظ حدیث کے مترادف ہے لیکن سنت کا ایک دوسرا مفہوم بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی وہ روش اور عملی طریقہ جس پر عہد نبویؐ سے مسلسل تعامل جاری ہے۔ سنت کے معنی کی رو سے ایسا ممکن ہے کہ خاص حالات کے تحت خاص مدت کے لئے کسی حکم پر عمل ہوتا رہا ہو۔ لیکن ان حالات کے بدل جانے پر وہ حکم منسوخ ہو چکا ہو۔

امت محمدیہ کے لئے طریق سنت اختیار کرنا لازمی ہے کوئی عمل اس وقت تک مقبول نہیں ہوتا جب تک کہ وہ سنت کے تابع نہ ہو۔ سنت پر عمل کرنے والا فیضان نبوت سے سرشار ہوتا ہے۔ کسی مسلمان کو فیضان بنوت ہی درجات خداوندی سے نوازتا ہے اور فیضان نبوت سے ہی کوئی مسلمان ولایت کے درجہ تک پہنچ سکتا ہے لیکن اگر وہ تارک سنت ہو تو پھر ولایت کا حاصل ہونا ناممکن ہے کیونکہ ولایت نبوت کی تابع ہے۔ قرآن مجید میں خود اللہ تعالیٰ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کو اختیار کرنے کی تلقین فرماتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے **قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ** "اے میرے محبوب! ان لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت چاہتے ہو تو میری فرمانبرداری کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا"۔ اور پھر ارشاد فرمایا: **ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ** "رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم تمہارے لیے بہترین نمونہ ہیں"۔ "اس نمونہ کے مطابق ڈھل جاؤ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم تمہیں دیں مضبوطی سے پکڑ لو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ"۔ اس سے سنت کی اہمیت ہر مسلمان پر ظاہر ہوتی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد تمام اولیائے کرام نے سنت رسول اللہ صلی اللہ

marfat.com

علیہ وسلم پر خاصا زور دیا۔ خود اپنی زندگی کو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق بسر کرتے اور اپنے ملنے جلنے والوں کو سنت کی پیروی کی تلقین فرماتے رہے۔ جب کوئی شخص خلاف سنت عمل کرتا تو ان کو دکھ ہوتا اور فوراً" اسے ٹوکتے تھے حضرت ابراہیم ادھم فرماتے ہیں تم نے رسول اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعوی تو کیا ہے اور رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی سنت کو ترک کر دیا ہے۔ حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں لوگوں نے اپنی خواہشات کی پیروی کی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو پس پشت ڈال دیا بشرالحافی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپؐ نے مجھ سے فرمایا کچھ معلوم ہے تمہیں اپنے زمانے کے لوگوں پر کیوں برتری حاصل ہے۔ پھر خود ہی ارشاد فرمایا چونکہ تم میری سنت کی پیروی کرتے ہو اور اللہ کے نیک بندوں کا احترام کرتے ہو۔ حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے مخلوق کی تمام راہیں بند ہیں۔ اس کے لئے صرف ایک راستہ کھلا ہے "جو سنت کی پیروی کرنا ہے"۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ ایک مکتوب میں فرماتے ہیں "ہر فضیلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی سے اور ہر کمال آپ کی شریعت کے اتباع سے وابستہ ہے۔ مثلاً" سنت نبویؐ کے اتباع کے طور پر دوپہر کا سونا (قیلولہ کرنا) کروڑوں راتیں جاگنے سے بہتر اور افضل ہے جب یہ شب بیداری سنت کے مطابق نہ ہو۔ جب سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی اہمیت ہو تو پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ شیرربانی حضرت میاں شیر محمد رحمتہ اللہ علیہ اس کو اوڑھنا بچھونا نہ بنا لیتے۔ اعلیٰ حضرت میاں صاحبؒ ان بزرگوں میں سے تھے جنہیں دیکھنا چشم فلک کو کبھی کبھی نصیب ہوتا ہے۔ آپ سرتاپا سنت کا نمونہ تھے۔ آپ کا اٹھنا' بیٹھنا' چلنا' پھرنا' سونا' جاگنا' کھانا' پینا' اوڑھنا' پہننا' دیکھنا' بھالنا' نہانا' دھونا' غرض ہر عمل عین سنت کے مطابق تھا۔ بڑے بڑے علماء اور سنت کے دعویدار جب آپ سے ملتے تو پکار اٹھتے تھے کہ ہمارے تو خالی دعوے ہیں۔ سنت کا صحیح نمونہ دیکھنا ہو تو شرقپور شریف میں جا دیکھیں۔ آپ کی اکسیر صحبت سے مسجدوں' بازاروں' دفتروں' کھیتوں' دکانوں' کارخانوں' حکومت کے ایوانوں اور غریبوں کی جھونپڑیوں میں آپ کے ملنے والے ایک نظر میں پہچان لئے جاتے ہیں۔ ان کے انداز ہی کچھ نرالے ہیں۔ اسے کہتے ہیں شیخ کی تربیت۔ وہ ایسی کٹھالی میں سے ہو کر نکلتے تھے جو ایک دفعہ ہی کندن بنا دیتی تھی۔ ان کی مجلس میں جانے سے پہلے ہر شخص کو ایک تیاری کی ضرورت

marfat.com

تھی۔ یہ صرف نئے آنے والوں پر ہی موقوف نہ تھی بلکہ مدتوں سے آنے والے اس سے مبرا نہ تھے۔ ہر بار سنت نبویؐ کی کوئی نہ کوئی نئی جھلک نظر آتی۔ سراپا سنت جب کسی کی معمولی سی حرکت بھی خلاف سنت دیکھتے تو فوراً اس پر برس پڑتے اور اس حرکت سے سخت نفرت کا اظہار فرماتے۔ اس معاملہ میں چھوٹے بڑے ادنیٰ اعلیٰ کی کوئی تمیز نہ تھی۔ بلاشبہ ہر صاحب ارشاد کا طریقہ الگ الگ ہوتا ہے اور اس بارے میں کسی پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ بہت جگہ معمولی معمولی باتوں پر گرفت نہیں کی جاتی اور بعض دفعہ بڑی باتوں کی اصلاح کے لئے التوا سے کام لیا جاتا ہے اور آہستہ آہستہ راہ راست پر لانے کی سعی کی جاتی ہے۔ یہ درست بھی ہے اور زمانہ کے مطابق بھی مگر کچھ ہستیاں مستثنیٰ بھی ہوتی ہیں۔ حضرت میاں صاحب بھی ان مستثنیٰ ہستیوں میں سے تھے۔ آپؒ نے بڑے بڑے فرعونوں کو انسان بنایا۔ بڑے بڑے زور آوروں کو رام کیا۔ انتہا درجے کے گمراہوں کو سیدھی راہ دکھائی۔ خدا کے منکروں کو خدا پر ایمان بخشا آپ کے ہاں التوا کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ ایک نظر اور پہلی صحبت کام کر جاتی تھی۔ سنت کے خلاف کوئی فعل دیکھتے تو تیغ بے نیام بن جاتے۔ پھر کون بڑا اور کون چھوٹا۔ ایک مولوی صاحب فرمانے لگے کہ حدیث شریف کے مطابق سب کچھ ہی ہو گا۔ آپ نے فرمایا: مولوی صاحب اگر نہر جاری ہو اور اس میں جا بجا سوراخ ہو جائیں تو کدال لے کر ان سوراخوں کو بند کرنا چاہیئے یا زیادہ کھول دینا چاہیئے مولوی صاحب نے حیران ہو کر جواب دیا اس حالت میں سوراخوں کو بند کرنا چاہیئے۔ پھر آپ نے فرمایا اس وقت سنت کی نگرانی کی سخت ضرورت ہے۔ ایسے گئے گزرے زمانہ میں جو شخص سنت کی نگرانی کرے گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ قیامت کو میرے ساتھ ہو گا اسے سو (۱۰۰) شہیدوں کا ثواب ملے گا۔

راقم الحروف کی بدقسمتی ہے کہ میاں صاحبؒ کو نہ دیکھا ان کی صحبت مبارک سے فیضیاب نہ ہو سکا۔ اپنے والد صاحب کی زبانی آپ کے دیگر ملنے والوں سے اور مختلف کتابوں سے حضرت میاں صاحبؒ کے گفتار و کردار کے جو نو اور چنے ہیں ان کو اس مختصر سے مضمون میں سمونا میرے جیسے کم علم انسان کے بس کا روگ نہیں میاں صاحبؒ کی زندگی مبارک کو بیان کرنا اور میرے قلم سے

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

marfat.com

فرنگی تہذیب کے زیر اثر داڑھی رکھنا آج کے زمانہ میں کتنا دشوار ہے بلکہ میرے خیال میں ایک بڑا جہاد ہے۔ بالخصوص ملازمین کے لئے تو سخت مشکل ہے۔ داڑھی دیکھ کر ہی افسر بدک جاتے ہیں داڑھی کی بنا پر ہی ترقیاں رک جاتی ہیں۔ سخت سست سننا پڑتا ہے۔ ایسے دور میں بھی آپ کے ملنے والوں کے چہروں پر نورانی داڑھیاں موجود ہیں اور یہ کسی خاص طبقے سے مخصوص نہیں جس چہرے پر داڑھی نہ ہو اسے نماز کی اگلی صف میں جگہ نہ ملتی تھی اگر کوئی کھڑا ہوتا تو اسے پیچھے ہٹا دیا جاتا۔ داڑھی منڈوانے والوں میں ایسے لوگ بھی حاضر ہوتے تھے جو بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہوتے۔ ان کے عہدوں کا خیال نہ کیا جاتا۔ کبھی تو زبانی نصیحت پر ہی بات ٹل جاتی مگر کبھی ایسا بھی ہوتا کہ زناٹے کا تھپڑ پڑتا زبان درافشان سے ارشاد فرماتے کہ سکھوں کے چہروں پر تو داڑھیاں ہیں۔ وہ بھی ملازمت کرتے ہیں۔ سکھ اپنے گرو کے کہنے پر عمل کرتے ہوئے عار محسوس نہیں کرتے اور اپنے گرو کے حکم کے پابند نہیں۔ مگر تمہیں اپنے پیغمبر علیہ السلام کے کہنے پر عمل کرتے ہوئے عار نظر آتی ہے۔ وہی صاحب دوسری دفعہ تشریف لاتے تو چہرے پر داڑھی ہوتی۔ بڑھی ہوئی مونچھوں کو دیکھ کر دونوں طرف سے پکڑ لیتے اور خوب ہلاتے اور فرماتے "یہ کیا بنا رکھا ہے؟" اگر کسی کے سر پر انگریزی فیشن کے بال ہوتے تو ان بالوں کو پکڑ کر خوب ہلاتے اور فرماتے "کیا تمہارے باپ دادا کی شکل بھی ایسی ہی تھی۔ تم کو اپنے باپ دادا کی شکل بری معلوم ہوتی ہے"۔ لباس سادہ اور موٹے کپڑے کو پسند فرماتے۔ سیاہ لباس اور سیاہ جوتے کو پسند نہ فرماتے اگر کسی کے سر پر لال ٹوپی ہوتی تو فرماتے "صرف ٹوپی نصاریٰ کا شعار ہے اور صرف پگڑی یہود کا"۔ سر سے لپٹی ہوئی ٹوپی اور پگڑی کا حکم فرماتے باریک کپڑا پہننے سے منع فرماتے انگریزی لباس سے سخت نفرت تھی۔ قمیض کی آستین کھلی رکھتے اور دوسروں کو بھی تلقین فرماتے بند بازوں والا قمیض ناپسند فرماتے اگر کوئی ملنے والا ایسی قمیض پہنتا تو قینچی منگوا کر آستین کاٹ دیتے اور فرماتے "اب کتنا اچھا لگتا ہے۔ کالر والی قمیض کو سخت ناپسند فرماتے۔ کالروں کو پکڑ کر فرماتے یہ کیا ہے؟ کبھی انہیں اس کے منہ میں دیتے کہ ان سے دودھ تو نہیں نکلتا اور خود کاٹ دیتے۔ پھر فرماتے اب سنت نبوی کے مطابق ہوا۔ بوٹ پہننے سے روکتے تھے۔ ایسے شخص کو اپنے ہاں سے جوتا دیتے۔

بیٹھنے کا طریقہ یہ تھا کہ ہمیشہ دوزانو بیٹھا کرتے تھے۔ چوکڑی مار کر بیٹھنے سے منع فرماتے

marfat.com

تھے۔ فرمایا کرتے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور دوزانو بیٹھا کرتے تھے۔ حضور علیہ السلام بھی دو زانو بیٹھا کرتے تھے۔ حضرتؒ ہر ایک کے ساتھ برابر کا سلوک کرتے۔ اگر خود چارپائی پر بیٹھے ہوتے اور کوئی شخص تعظیماً نیچے زمین پر بیٹھ جاتا تو اصرار سے اسے چارپائی پر بیٹھنے کو کہتے۔ اگر وہ نہ بیٹھتا تو اس کے ساتھ زمین پر بیٹھ جاتے۔ ارشاد فرماتے بندہ یہ سمجھے کہ ہر وقت خدا کے حضور میں بیٹھا ہوں۔ ننگے سر بیٹھنے سے سخت ناراض ہوتے۔ فرمایا کرتے کہ اگر انگریز کے دربار میں جانا ہو تو خوب اہتمام سے جاتے ہو لیکن خدا کے حضور میں ننگے سر ہی آ جاتے ہو۔ یعنی مسجد میں ننگے سر ہی چلے آتے ہو۔ سنت کے مطابق کھانا دسترخوان پر ہوتا تھا۔ فرمایا کرتے کہ اب تو مسلمان بھی انگریز کی طرح میز پر کھانا کھاتے ہیں' چھری کانٹے کا استعمال کرتے ہیں۔ ان کو ایسا کرتے ہوئے خیال نہیں آتا کہ یہ خلاف سنت ہے۔ ان سے کوئی پوچھے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق کھانا کھانے سے ان کی حیثیت میں کیا فرق پڑ جاتا ہے۔ سب نام کے مسلمان ہیں۔ مسلمان تو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کوئی عمل کرتے ہوئے شرم محسوس کرتا ہے۔ آپؒ کے ہاں دو دو تین تین مل کر کھانا کھاتے تھے۔ آپؒ کمال شفقت سے کھانا کھلاتے۔ کھانے کے بعد برتن صاف کرنے کا حکم تھا۔ آپؒ فرماتے کہ سالن کے برتن کو صاف کرنا سنت ہے۔ کھانا ہمیشہ ہاتھ دھو کر کھایا جاتا۔ کھانا ملنے سے پہلے ہاتھ دھونے کو کہا جاتا اور پھر بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع ہوتا۔ کھانا کھانے کے بعد دعا پڑھنے کو کہا جاتا۔ آداب مسجد کا خاص خیال رکھنے کو فرمایا کرتے۔ خود سختی سے عمل کرتے اور اپنے ملنے والوں کو تلقین فرماتے۔ جب مسجد میں داخل ہوتے تو ہمیشہ دایاں پاؤں رکھتے۔ اگر کوئی بایاں پاؤں رکھتا تو منع فرماتے اور جب مسجد سے باہر نکلتے تو ہمیشہ بایاں پاؤں باہر رکھتے۔ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتنا خیال رکھا جاتا کہ مسجد سے نکلتے ہوئے بھی یہ نہ بھولتے کہ دائیں پاؤں میں پہلے جوتا پہننا چاہئے۔ یوں کرتے کہ بایاں پاؤں باہر نکال کر پنجہ بائیں جوتے میں پھنسا لیتے اور پھر دائیں پاؤں کو باہر نکال کر دایاں جوتا اچھی طرح پہنتے۔ بعد میں بایاں جوتا بھی پہن لیتے۔ اللہ اکبر! اسے کہتے ہیں سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر حالت میں خیال رکھنا۔ مسجد میں دو زانو بیٹھنے کی تاکید کرتے۔ بات چیت سے منع فرماتے۔ نماز باجماعت کی تاکید فرماتے۔ لوٹے کی ٹونٹی کا منہ قبلہ کی طرف رکھتے۔ اگر ادھر ادھر ہوتا تو خود اپنے ہاتھ سے سیدھا کر

marfat.com

دیتے۔

آپؒ نہ صرف ان لوگوں کو ہی ڈانٹتے جو سامنے کوئی خلاف سنت کام کرتے بلکہ دوران سفر میں بھی اگر کوئی خلاف سنت کام ہوتا تو فوراً اس شخص کی توجہ اس طرف دلاتے اور آئندہ احتیاط کی تلقین فرماتے میں نے اس مضمون میں عمداً ان باتوں کا ذکر کیا ہے جن کی طرف لوگوں کی بہت کم توجہ ہے وہ صرف سنت کی نسبت کو عبادات تک ہی محدود کر دیتے ہیں۔ معاملات میں سنت کی چنداں پرواہ نہیں کرتے اور پھر اتباع سنت کے دعویٰ کی اہمیت سے غافل ہیں۔ اس کا ایک چھوٹا سا نمونہ ملاحظہ ہو۔ ایک دفعہ ایک صاحب نے آپؒ کو اگالدان پیش کیا اور اس نے اگالدان دائیں طرف رکھا۔ آپؒ نے فرمایا میرا بایاں تو اس طرف ہے۔ غور کا مقام ہے کہ میاں صاحبؒ کے دل میں سنت کی کیا اہمیت تھی اور ان جیسا عامل سنت کب پیدا ہو گا۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے والے ناپید ہوتے جا رہے ہیں لیکن الحمدللہ شرقپور شریف میں آج بھی وہی طریقہ جاری ہے اور لوگ راہ ہدایت پر گامزن ہو کر سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرانمایہ خزانہ کو ہاتھوں ہاتھ لوٹ رہے ہیں۔ آج بھی شرقپور شریف میں سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی تلقین جاری ہے۔ وہی اٹھنے بیٹھنے کے انداز۔ وہی روک ٹوک' وہی کھانے کے آداب' وہی مسجد کے آداب' سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہی اہمیت و تبلیغ۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی
شیخ احمد سرہندی فاروقیؒ
کا سالانہ ختم مبارک ہر سال 27,28
صفر المظفر کو شرقپور شریف میں ہوتا ہے
زیر سرپرستی
حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف
رابطہ فون شرقپور شریف 056-2591054

بفضل عنایت اعلیٰ حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددی
بیاد حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری نقشبندی مجددی
شیر ربانی فری ڈسپنسری
شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ پاکستان
زیر سرپرستی
حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف
فون 056-2591054

marfat.com

سلسلہ نقشبندیہ اتباع سُنّت کی بناپر افضل ترین ہے

مشائخ سلاسل دیگر در طرق خود بواسطۂ بعضے نیات حقانیہ امور محدثہ پیدا کردہ کہ نہایت تصحیح در آن حکم برخصت است۔ بخلاف اکابر این سلسلہ علیہ کہ سر موئے مخالف سُنت تجویز نہ کردہ اند و ابداع و احداث روانہ داشتہ پس مخالفت نفس درین طریق اتم باشد پس اقرب طرق باشد پس طالب را اختیار این طریق اولیٰ و انسب باشد چہ راہ بغایت اقرب است و مطلب در کمال رفعت و جماعہ از متاخرین خلفائے ایشاں ترک اوضاع این بزرگواراں کردند بعضے امور در طریق احداث نمودہ اند۔ (دفتر اول حصہ پنجم صفحہ ۵۲-۵۲ مکتوب نمبر ۲۸۶)

ترجمہ: بعض دوسرے سلسلوں کے مشائخ نے اپنے اپنے طریقوں میں بعض حقانی نیتوں کے ساتھ امور محدثہ یعنی نئے نئے امور پیدا کئے ہیں جن میں نہایت صحت اور تحقیق کے بعد رخصت کا حکم ہے۔ برعکس اس سلسلہ عالیہ کے بزرگوں کے سر مُو بھی سُنت کی مخالفت نہیں اور ابداع و احداث یعنی کسی نئے امر کا پیدا کرنا روا نہیں رکھتے۔ پس اس تحریک میں نفس کی مخالفت پورے طور پر کرتے ہیں۔

اس لیے یہی طریقہ تمام دیگر مسالک سے اَقْرَبْ وَاَحْسَنْ ہے۔ پس طالب حق کے لیے اس طریق کا اختیار کرنا نہایت ہی بہتر اور مناسب ہے۔ کیونکہ یہ راہ نہایت اقرب ہے اور ان بزرگوں کا مطلب کمالِ رفعت حاصل کرنا ہے۔ لیکن اُن کے متاخرین خلفاء کی ایک جماعت نے ان بزرگوں کے اوضاع و اطوار کو ترک کرکے اس طریق میں بعض نئے نئے امور پیدا کئے ہیں۔

marfat.com

لاہور میں اوقات نماز۔ مئی

تاریخ	صبح صادق ابتدائے فجر و ختم سحری	طلوع آفتاب انتہائے فجر	ضحوۂ کبریٰ	ابتدائے وقت ظہر	وقت عصر	غروب آفتاب	وقت عشاء
	منٹ : گھنٹہ	منٹ : گھنٹہ	منٹ : گھنٹہ	منٹ : گھنٹہ	منٹ : گھنٹہ	منٹ : گھنٹہ	منٹ : گھنٹہ
1	3 : 50	5 : 18	11 : 15	12 : 00	4 : 50	6 : 41	8 : 09
2	3 : 49	5 : 17	11 : 15	12 : 00	4 : 50	6 : 42	8 : 10
3	3 : 48	5 : 16	11 : 15	12 : 00	4 : 51	6 : 43	8 : 11
4	3 : 47	5 : 15	11 : 15	12 : 00	4 : 51	6 : 43	8 : 12
5	3 : 46	5 : 15	11 : 15	12 : 00	4 : 52	6 : 44	8 : 13
6	3 : 45	5 : 14	11 : 14	12 : 00	4 : 52	6 : 45	8 : 14
7	3 : 43	5 : 13	11 : 14	12 : 00	4 : 52	6 : 45	8 : 15
8	3 : 42	5 : 12	11 : 14	11 : 59	4 : 53	6 : 46	8 : 16
9	3 : 41	5 : 11	11 : 14	11 : 59	4 : 53	6 : 47	8 : 16
10	3 : 40	5 : 10	11 : 13	11 : 59	4 : 53	6 : 48	8 : 17
11	3 : 38	5 : 09	11 : 13	11 : 59	4 : 53	6 : 48	8 : 18
12	3 : 37	5 : 09	11 : 13	11 : 59	4 : 54	6 : 49	8 : 20
13	3 : 36	5 : 08	11 : 13	11 : 59	4 : 54	6 : 50	8 : 21
14	3 : 35	5 : 07	11 : 13	11 : 59	4 : 54	6 : 50	8 : 22
15	3 : 34	5 : 07	11 : 12	11 : 59	4 : 54	6 : 51	8 : 23
16	3 : 33	5 : 06	11 : 12	11 : 59	4 : 54	6 : 52	8 : 24
17	3 : 33	5 : 05	11 : 12	11 : 59	4 : 54	6 : 52	8 : 24
18	3 : 32	5 : 05	11 : 12	11 : 59	4 : 55	6 : 53	8 : 25
19	3 : 31	5 : 04	11 : 12	11 : 59	4 : 55	6 : 54	8 : 26
20	3 : 30	5 : 03	11 : 12	11 : 59	4 : 55	6 : 54	8 : 27
21	3 : 29	5 : 03	11 : 12	11 : 59	4 : 55	6 : 55	8 : 28
22	3 : 28	5 : 03	11 : 12	11 : 59	4 : 55	6 : 56	8 : 29
23	3 : 27	5 : 02	11 : 12	12 : 00	4 : 55	6 : 57	8 : 30
24	3 : 27	5 : 02	11 : 12	12 : 00	4 : 55	6 : 57	8 : 31
25	3 : 26	5 : 01	11 : 12	12 : 00	4 : 55	6 : 58	8 : 32
26	3 : 25	5 : 01	11 : 12	12 : 00	4 : 56	6 : 59	8 : 33
27	3 : 25	5 : 01	11 : 12	12 : 00	4 : 56	6 : 59	8 : 34
28	3 : 24	5 : 00	11 : 12	12 : 00	4 : 56	7 : 00	8 : 35
29	3 : 23	5 : 00	11 : 12	12 : 00	4 : 56	7 : 00	8 : 36
30	3 : 22	4 : 59	11 : 12	12 : 00	4 : 56	7 : 01	8 : 37
31	3 : 22	4 : 59	11 : 12	12 : 00	4 : 56	7 : 01	8 : 38

﴿لاہور سے مشہور شہروں کا فرق﴾

آزاد کشمیر (کوٹلی) 3 منٹ بعد۔ بہاولپور 14 منٹ بعد۔ پشاور بنوں 12 منٹ بعد۔ حیدرآباد 23 منٹ بعد

ڈیرہ غازی خان 15 منٹ بعد۔ راولپنڈی 6 منٹ بعد۔ سیالکوٹ 3 منٹ بعد۔ سرگودھا 6 منٹ بعد۔

ساہیوال 6 منٹ بعد۔ فیصل آباد 5 منٹ بعد۔ کراچی 27 منٹ بعد۔ کوئٹہ 28 منٹ بعد۔

گجرات 2 منٹ بعد۔ گوجرانوالہ 3 منٹ بعد۔ لاڑکانہ 24 منٹ بعد۔ میانوالی 10 منٹ بعد۔

مری 4 منٹ بعد۔ ملتان 11 منٹ بعد۔

نوٹ:۔ ﴿اوقات میں کسی قسم کی غلطی ہو تو ضرور آگاہ کریں تاکہ آئندہ کے لیے ازالہ کیا جاسکے۔﴾

marfat.com

منیر احمد اینڈ برادرز

M&B مینوفکچررز

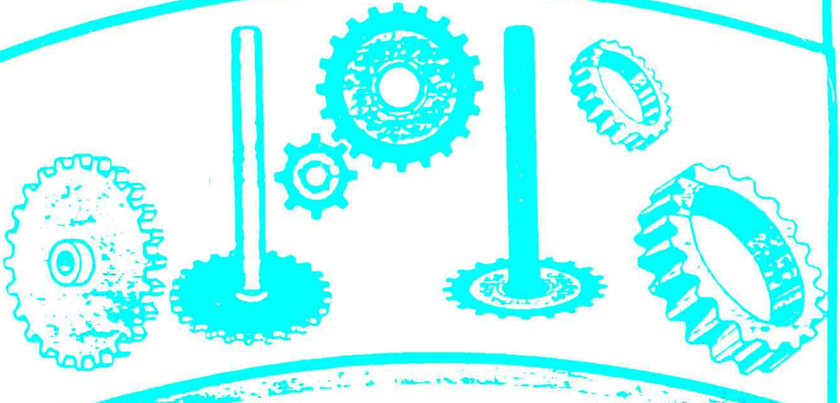

رم ایکسل۔ رئیر ایکسل۔ فرنٹ ایکسل برائے بیڈفورڈ
فیٹ، فورڈ، میسی، بیلارس، بس، ٹرک ودیگر۔ وہیکلز،
تمام ماڈلز کے ایکسل ودیگر پارٹس آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

مُنیر احمد اینڈ برادرز پسرور روڈ، ڈسکہ

فون فیکٹری: 052-6613233 رہائش: 052-6610488 موبائل: 0300-9612876

marfat.com

شرقپور شریف میں آستانہ عالیہ شیر ربانیؒ نقشبندی مجددی LRL-66

زیر سرپرستی فخر المشائخ حضرت

میاں جمیل احمد

شرقپوری نقشبندی مجددی

مختلف رفاہی ادارے

- دار المبلغین حضرت میاں صاحبؒ برائے طلباء
- جامع حضرت میاں صاحبؒ برائے طالبات
- شیر ربانیؒ فری ڈسپنسری
- فری سفری شفاخانہ

(جس میں ایکسرے، ای سی جی، ایمبولینس وغیرہ کا اہتمام ہے)

شب و روز خدمت خلق انجام دے رہے ہیں۔ اہل ثروت حضرات، خواتین سے التماس ہے کہ وہ ان اداروں کی سرپرستی فرما کر ان کو مضبوط کریں۔

خصوصاً عید الضحیٰ کے موقع پر قربانی کی کھالیں (یا ان کی فروخت سے حاصل شدہ رقوم) ادارہ دار المبلغین حضرت میاں صاحب شرقپور شریف میں ارسال کر کے ثواب دارین حاصل کریں۔

الداعیان!

صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری، صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری (ایم-این-اے)

آستانہ عالیہ: شرقپور شریف، ضلع شیخوپورہ (پاکستان)

marfat.com